سُو ځغورو بنه جګړه وکړه افغانانو سره ۔
دیګونه یې راوړه د پیلنې سره له ځنیانو سره



پرتمین افغان ثور انقلاب کی چوتھی سالگرہ
مبارک

پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کوئٹہ

ثور انقلاب نمبر، اپریل ۱۹۸۲ء

۱۱

تشکیل پنجاب میں محنت کشوں کے استحصالی اور پنجاب سے باہر پشتونخوا، بلوچستان، سندھ اور مشرقی بنگال میں نوآبادیاتی استحصالی کے دو اہم عناصر سے ہوئی ہے۔ اسی لئے اب اسی کردار کی بنیاد پر اس نے اندرون پنجاب اور پنجاب سے باہر اپنی سرگرمی کے مقاصد اور طریقوں کا تعین کرنا شروع کیا۔ پنجاب کے اندر اس کا عمل پنجابی محنت کش عوام کو بزور طاقت ان استحصالی طبقات کے اقتدار کے تابع اور معاشی استحصال اور سماجی عدم مساوات کا شکار رکھنا تھا، اور پنجاب سے باہر بلوچستان، پشتونخوا، سندھ اور مشرقی بنگال کو کراچی اور پنجابی نوآبادکاروں کا سیاسی، معاشی، سماجی یعنی مکمل طور پر غلام یعنی نوآبادی رکھنا تھا۔ اسی عمل میں ان غلام قوموں کے وہ استحصالی طبقات اور ان کے نمائندے سے جو انگریز راج کے دوران اپنے قوموں اور وطن کے بے عزتی اور غلامی کیلئے انگریزی سامراج کے خدمت گار تھے، اب انگریز سامراج کے وارث بالخصوص پنجابی استعمار کی خدمت میں اپنے وطن کو لوٹنے اور بے عزت کرنے کیلئے نئے انداز میں جت گئے۔ اسی طرح ان استحصالی اور استعماری استحصالی مفادات کی محافظ ریاست پاکستان اور اسکی ہر حکومت کے اسی کردار کی وجہ سے ان کی سرگرمی کی سمت، نہ صرف پنجاب، اس کے غلام ملکوں بلوچستان، پشتونخوا، سندھ اور بنگال، بلکہ عالمی سطح پر بھی پہلے ہی دن سے روز روشنی کی طرح عیاں تھی۔

۵ ہم جب سامراج اور اس کے ایجنٹ کراچی اور پنجابی استعمار کے محافظ مگر نام نہاد ترقی پسند دانشوروں کی تحریریں پڑھتے ہیں۔ تو ان سے ایک بات بالکل عیاں ہے۔ کہ یہ نام نہاد ترقی پسند، استعمارگروں کی خدمت میں پاکستان کے بالخصوص استعماری کردار کو نظروں سے چھپانے کے لئے انقلابی سائنسی نظریات کو مسخ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم یوپی کے لیاقت علی خان کو جب،

سوشلسٹ ممالک، امن اور ترقی کے کیمپ کی طرف سے سوویت یونین (شوروی اتحاد) نے تعلقات قائم کرنے کی پیشکش کی، تو پاکستان کے، دیگر سیاسی واقعات کی طرح یہ بھی بالکل ایک حادثہ نہیں تھا، کہ لیاقت علی خان امن دوست ممالک کی اس پیشکش کے بالکل برعکس، سامراجی امریکہ گئے، اور وہاں امریکی سامراج کے ساتھ ایسا ناطہ جوڑا، کہ ہمیشہ سامراجی اور رجعتی کیمپ کے ہو گئے اور یہ واقعہ ابھی تک اس خطے کے عوام کی آزادی، جمہوریت، سماجی انصاف اور ترقی پر سیاہ سائے ڈالے ہوئے ہے۔

دراصل نہ وہ واقعہ ایک حادثہ ہے۔ اور نہ اب سیاسی واقعات حادثات کے طور پر پیش آرہے ہیں۔ پاکستان پہلے ہی دن سے کراچی اور پنجاب کے استعمار گروں (اور نوآبادکاروں) کی ریاست ہے۔ اس لئے اس کے تمام رنگ برنگ حکومتوں کی پالیسی کی سمت، اسی دن سے بالخصوص استعماری (نوآبادیاتی) فطرت کی بناء پر متعین ہے۔

اور اسی کے بناء پر اس کے اندرون پنجاب یعنی پنجاب کے استحصال شدہ محنت کش عوام کے طبقات کے ساتھ اندرونی تعلقات، اور پنجاب سے باہر ان کے غلام ملکوں اور عالمی سطح پر یعنی خارجی تعلقات کے مقاصد و فرائض انتہائی رجعتی، اور سامراجی پٹھو کے رہے ہیں۔ اس نے ہمیشہ آزادی، جمہوریت، سماجی انصاف، امن اور ترقی کی قوتوں کو کچلا ہے۔ اور ان قوتوں کے دشمن رجعتی قوتوں کی پرورش کی ہے۔ اور ان حفاظت کی ہے۔

پاکستان کیلئے ان مقاصد کو متعین کرنے میں صرف ایک فرد یا دوسرے فرد کا رول اتنا فیصلہ کن نہیں رہا ہے۔ کہ صرف اس کے اقتدار کے خاتمے کو اس بنیادی استعماری (نوآبادیاتی) پالیسی کی تبدیلی کے مترادف سمجھا جائے۔ ہاں حالات کے مطابق اس کی خصوصی نوک پلک سنوارنے اور طریقوں کی تبدیلی اور جرمنے میں خاص افراد یا ان کے گروپوں کا رول اہم رہا ہے۔

اسی لئے تو اپنے قیام کے دن ہی سے پاکستان کی ہر حکومت قسم قسم کے
کے لبادے تبدیل کرنے کے باوجود، عالمی سامراج اور بالخصوص اس مرغنہ انگریزی
اور بعد میں امریکی سامراج کے ساتھ بندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے اس سامراجی
پٹھو بالخصوص استعماری ریاست کے ہر شکل کے خاتمے کے بغیر، پنجاب کے محنت
کشوں کی طبقاتی آزادی اور بلوچستان پشتونخوا، سندھ اور مشرقی بنگال کے عوام
کی طبقاتی اور قومی آزادی نہ پہلے ممکن تھی۔ نہ اب ممکن ہے۔

پاکستانی ریاست کی شکلوں اور حکومتوں میں بار بار تبدیلی اور اس کی سیاست کے
دیگر اہم اندرونی اور بیرونی واقعات کو سمجھنے کے لئے عالمی سامراج اور اس کے
جدید نو آبادیاتی نظام کے تعلق میں کراچی اور پنجابی استعماری طبقات کے مختلف گروہوں
کے ساتھ پنجاب کے مظلوم طبقات اور کراچی اور پنجاب کی غلام اقوام اور ان کے
محنت کش عوام کے تعلقات کے پیچ و خم کو سمجھنا ہوگا۔

مملکتی سطح پر پاکستان کے ریاست کی مختلف شکلوں اور حکومتوں کے
مختلف اوقات میں قیام اور خاتمہ مثلاً ۱۹۴۷ء کی آزادی کے ایکٹ کو غیر جمہوری
سمت کی طرف گورنر جنرلوں کی کوششیں، حکمران طبقات کی اندرونی جنگ کے
میں لیاقت علی خان کا قتل، ناظم الدین خواجہ کی حکومت اور پھر اس کی برطرفی،
امریکہ سے بلا کر محمد علی بوگرہ کی حکومت کا قیام، ملکی آئین کو قومی جمہوری لائنوں
پر مرتب کرنے کی کوششوں میں آج تک رکاوٹیں، ابتدا میں 1954ء تک ایک
مسودے کی تیاری اس کو سرد خانے میں رکھ کر آئین ساز اسمبلی کی برطرفی، اسی
دوران میں بنگال کے عوام کی منتخب فضل الحق کی صوبائی حکومت کی برطرفی
اور صوبہ میں مرکزی ہنگامی حکومت کا قیام، آئین ساز اسمبلی کی برطرفی
کے خلاف اس کے سپیکر مولانا تمیز الدین کی نام نہاد عدالت عالیہ میں رٹ
درخواست اور انہی استعماری طبقات کے نمائندہ جسٹس منیر (MUNIR)
نے اس درخواست کے خلاف فیصلہ دیکر کراچی اور پنجاب کے استعمار

تحریک کے نمائندے غلام محمد کی پہلی سول آمریت کو قانونی تحفظ،
۱۹۵۴ء میں اسی آمریت کے سائے میں بلوچستان، پشتونخواہ اور سندھ
کو ون یونٹ کے نام سے پنجاب کے براہ راست تسلط میں لانے کا اقدام،
اور اب ۱۹۵۴ء کے مسودہ آئین (جس میں صوبوں کا وجود تسلیم کیا گیا تھا اور
وفاقی ڈھانچے کی تشکیل ہوئی تھی) کو یکسر رد کرنے، سول آمریت کے قیام اور ون
یونٹ کے قیام کے نتیجے میں ۱۹۵۶ء کے آئین کو مرتب کرنے کے لئے ساز
گار حالات کے نتیجے میں ۱۹۵۶ء کے آئین کا منظور ہونا، جس میں بالخصوص
قومی صوبوں کو ختم کر کے ون یونٹ قائم کیا گیا تھا، بعد میں اسی نام نہاد آئین
کو، عوام اور اقوام کا غذی بنیادی حقوق سے فائدہ لینے کے ڈر سے ناقابل
برداشت پاکر ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے نام سے پنجابی اور کراچی کے استعمار اور
استعمار کے اصل اور مضبوط محافظ سامراجی پٹھو پنجابی فوج کی ایوبی فوجی ٹولے
کی سرکردگی میں پہلی مکمل فوجی آمریت، بعد میں اسی فوجی آمریت کو تحفظ دینے
کے لئے ۱۹۶۲ء کے آئین کا لبادہ، کراچی سے اسلام آباد صدر مقام کی
تبدیلی، بعد میں عوام کے اپنے قومی اور جمہوری حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کے
نتیجے میں ۱۹۶۹ء کے بحران میں ایوب کو ہٹا کر، یحیٰی خان کے فوجی ٹولے کی سر
کردگی میں نئی فوجی آمریت یعنی دوسرا مارشل لاء، دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں
عوام سے اپنے قومی جمہوری حقوق میں ووٹ ڈالنے کی پاداش میں نئی آئین
ساز اسمبلی کا اجلاس بلانے میں رکاوٹیں اور بعد میں جرنیلوں کی ہدایت پر سامراجی
پٹھو استعماری فوج کے ہاتھوں بنگال کے عوام کا قتل عام، بنگلہ دیش کی آزادی
کے بعد ایک بار پھر قومی اور جمہوری آئین کے مرتب کرنے کیلئے، عوام کی جدوجہد کے
خلاف کراچی اور پنجاب کے حکمران استعماری طبقات اور ان کے سرغنہ اجارہ
دار سرمایہ دار طبقہ اور ان کے نمائندوں کی قسم قسم کی سازشیں، پھر انہی طبقات
کے مفاد میں ۱۹۷۳ء کے آئین کی منظوری، اسی دوران ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۷ء تک بلوچستان

پر فوج کشی اور بلوچوں کی نسل کشی، بعد میں ۱۹۷۷ء یہاں عوام کی اپنی قومی اور جمہوری حقوق کے لئے نئی جدوجہد کو ناکامی سے دوچار کرنے کے لئے تیسرے مارشل لاء کے نام سے ضیاء الحق کے فوجی ٹولے کا اقتدار پر قبضہ اور نئی تیسری فوجی آمریت، بعد میں عوام کے اپنے حقوق کے حق میں رائے دینے کے ڈر سے اکتوبر ۱۹۷۷ء میں ایک بار پھر انتخابات کا التواء، نئی فوجی آمریت، کے قیام یعنی ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے دن ہی سے اسلامی اصولوں پر مبنی "سیاسی نظام و ڈھانچے" کے قائم کرنے کے بہانے، عوام کو ہمیشہ کے لئے بالکل اپنے ابتدائی جمہوری حقوق سے محروم کرنے کے لئے ابتداء میں ان کو ووٹ دینے اور انتخابات میں کھڑا ہونے کے حق سے محروم کرنے، اور استحصالی طبقات کے صرف گنے چنے افراد کو ووٹ دینے اور انتخابات میں کھڑا ہونے کا حق دینے اور ملک کے آئین میں ترکی کی طرح فوج کو آئینی اختیارات دلوانے کی بنگلہ دیش میں فوج کے کمانڈر انچیف جنرل ارشاد کی طرح کوششیں، لوکل کونسلوں جیسے ابتدائی اداروں کے محدود انتخابات، نامزد صوبائی کونسلیں اور پھر اسلامی الفاظ کے لبادے میں نامزد مجلس شوریٰ کے قیام اور اسی طرح بہت دیگر واقعات، اور خارجی طور پر لیاقت علی خان کا دورہ امریکہ، عربوں کے مفادات کے سراسر خلاف پاکستان کی ہر حکومت کی اسرائیل کا ہر قسم کی امداد، ترکی عراق اور ایران کی رجعتی حکومتوں کے ساتھ ملکر معاہدہ بغداد اور عراق میں بادشاہت کے خلاف انقلاب کی کامیابی کے بعد معاہدہ بغداد کی طرح سامراجی امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے سینٹو (CENTO) کے معاہدے میں شمولیت، جنوب مشرقی ایشیاء میں سامراجی مفادات کی محافظ اور علاقے کی آزادی کی دشمن معاہدہ سیٹو (SEATO) میں ملایشیاء وغیرہ کے ساتھ شمولیت، سامراجی امریکہ کے ساتھ دو طرفہ فوجی معاہدہ، عالمی سطح پر تمام اہم مسائل میں سامراجیوں کا ساتھ، سامراجی قرضوں اور نام نہاد امداد کے نتیجے میں

سامراج کے خونی پنجے یہاں پاکستان کی نس نس میں گاڑنے، جگہ جگہ حتیٰ کہ اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اداروں میں دنیا کی تمام رجعتی حکومتوں کی اندرونی اور خارجی رجعتی پالیسیوں کی حمایت، بات بات میں سوویت یونین (شوروی اتحاد) اور دیگر سوشلسٹ اور انقلابی ملکوں کی مخالفت، سوویت یونین (شوروی اتحاد) اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کے خلاف امریکی سامراج کے فوجی اور جاسوسی اڈوں کے نظام کا اہم عنصر بننا، تمام دنیا میں سماجی اور قومی آزادی کی ہر انقلابی تحریک کی ہر قسم کی مخالفت، عوام کی جدوجہد کے نتیجے اور عالمی سطح پر انقلابی اور مترقی قوتوں کے طاقتور ہونے کی بنا پر مجبوراً منہ زبانی فسلیطنی اور عرب کاز کی حمایت مگر در پردہ اسرائیل اور اس کے آقا سامراجیوں کی حمایت، اسرائیل کے اصل دوست اور امدادی یعنی عرب اور ایرانی رجعتی حکومتوں کی بالکل علی الاعلان ایجنٹی اور ان کی ہر قسم کی حتیٰ کہ فوجی مدد و اعانت، خطے میں عوام کے انقلابی سیلاب کے نتیجے میں افغان اور ایرانی انقلاب کے بعد غیر جانب دار تحریک میں ۱۹۷۹ء میں شمولیت کا لبادہ اوڑھ کر سامراج اور اس کے ایجنٹ چینی توسیع پسندوں کی مکمل حمایت، ۱۹۸۱ء میں افغانستان کے ثور انقلاب کے خلاف شدید پروپگنڈے کی آڑ میں امریکی سامراج سے فوجی معاہدہ، خطے میں سامراجی ایجنٹ چینی حکمرانوں کی مدد سے انقلابی تحریکوں کے کچلنے اور مشرق وسطیٰ میں امریکی سامراج کے ساتھ ساجھے داری کا دعویٰ کرنے، اور اسی تعلق میں عرب رجعتی حکومتوں اور سامراج کے خلاف عوام کی ہر جدوجہد کو کچلنے اور ان کے تحفظ کیلئے پولیس مین (POLICE MAN) کے طور اپنے پنجابی فوج کے پھیلاؤ اور اس طرح کے بےشمار دیگر واقعات۔

دراصل کراچی اور پنجاب کے استعماری طبقات کی حفاظت کرتے ہوئے، پنجاب کے عوام کی سماجی آزادی اور کراچی اور پنجاب کے ان استعمار گروں کے غلام قوموں کی قومی اور سماجی آزادی کی جدوجہد کے خلاف سامراجی، بھٹو، استعماری پاکستان کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اقدامات تھے۔

اگر ان تمام واقعات کا (جن کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ یا نہیں) تفصیلی اور ایماندارانہ جائزہ لیا جائے، تو ان واقعات اور دیگر تمام معاشی، سماجی، ثقافتی اور انتظامی واقعات میں واضح منطقی تعلق اور تسلسل نظر آتا ہے۔ اور ان سے پاکستان کے سامراجی چہرہ اور استعماری کردار کی ایک بار پھر تائید ہوتی ہے۔ اس لئے افغانستان کے دلیر اور انقلابی عوام کی جدوجہد کے نتیجے میں، افغانستان کی خلق ڈیموکریٹک پارٹی کی رہنمائی میں فاتح و کامران عظیم ثور انقلاب کے ساتھ پاکستان کے تعلق کو، استعماری پاکستان کی انسانیت، جمہوریت، ترقی، انقلاب اور امن دشمن اور سامراجی فطرت کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔

افغانستان کے عظیم ثور انقلاب کے خلاف معاندانہ رویہ، کراچی اور بالخصوص پنجاب کے ان استعماری طبقات کے صرف ایک فوجی یا سول ٹولے کا متعین شدہ نہیں۔ بلکہ جب تک یہاں عوام کی صحیح قومی اور جمہوری حکومت قائم نہیں ہوگی۔ اس وقت تک افغانستان کے ثور انقلاب کے خلاف موجودہ رویہ اس کو ضرر پہنچانے کا موجودہ عمل جاری رہے گا۔ خواہ مستقبل میں موجودہ فوجی ٹولے کی بجائے اقتدار کسی اور منتقل کیوں نہ جائے۔

یہ کیوں اتفاقی امر نہیں، کہ جونہی ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو افغانستان کے ثور انقلاب کی شاندار اور تاریخی فتح کا اعلان ہوا، تو کراچی اور پنجاب کے استعماری (نو آبادیاتی) طبقات اور ان کی غلام قوموں کے ایجنٹ اور خدمت گار استحصالی طبقات اور ان کے تمام ظاہری اور خفیہ ادارے حرکت میں آگئے۔ انقلاب، جمہوریت، ترقی اور امن کے دشمن ان کے عمومی فطرت کے علاوہ، یہاں سے ایک طرف کراچی اور پنجاب کے استعماری طبقات کو اپنے ٹھوس مادی مفادات ہاتھ سے نکلتے ہوئے نظر آئے، کیونکہ بالخصوص بلوچستان، پشتونخوا، اور سندھ کے غلام قوموں اور محنت کش عوام کی غلامی اور استعماری استحصال اب صرف چند روز کی بات ہے۔ دوسری طرف ان غلام قوموں میں ان استعمار

گروں کے خدمت گار استحصالی طبقات پر روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا، کہ جونہی ان کی مدد سے ان کے آقا پنجابی فوج کی بندوق ہٹالی جائیگی، تو پھر وہ ان غلام قوموں پر اپنا سماجی، سیاسی اور معاشی اقتدار ایک لمحے کے لئے بھی قائم نہیں رکھ سکتے۔ یعنی استعمار گروں اور ان کے خدمت گار استعمار گروں کو اپنی داڑھیں استحصال شدہ عوام اور اقوام کے جسم سے صاف نکلتے ہوئے نظر آگئے۔

اس لئے انہوں نے ثور انقلاب کو شکست دینے کے لئے ابتداء میں بالکل جبلی طور پر اقدامات شروع کئے۔ تمام دنیا میں محنت کش عوام اور مظلوم اور غلام اقوام کے خلاف عالمی سامراج اور استعمار کے آج تک آزمائے ہوئے تمام شیطانی نسخوں اور ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا گیا۔ پہلے ہی دن سے پشتونخوا اور بلوچستان کو افغانستان کے خلاف مداخلت کے اڈوں میں تبدیل کرنے کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ پاکستان نے مسلح افواج کے خفیہ اداروں کی زیر ہدایت و انتظام، افغانستان کے اقتدار سے محروم اور بھگوڑے طبقات کے تمام پیشہ ور قاتلوں کو یہاں جمع کرکے ان کو امریکہ، برطانیہ، مغربی جرمنی اور چین کے اسلحوں سے مسلح اور سعودی عرب اور شیخوں کی دولت سے لاد کر، افغانستان کے مظلوم مگر انقلابی عوام کے قتل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور یہ بالکل مستند بات ہے۔ کہ پہلے ہی دن سے پاکستان کی مسلح افواج اور جاسوسی کے اداروں کے ہزاروں افراد افغانستان کے ان بھگوڑوں کے لباس اور ان کی معیت میں افغانستان میں داخل ہوئے۔ ان سب نے مل کر ایک طرف تو معصوم بچوں اور بے بس لوگوں کو قتل، عورتوں کو اغواء کر کے اور سکولوں اور ہسپتالوں کو آگ لگاکر اور دوسری طرف افغانستان کی انقلابی حکومت کے خلاف ہر قسم کے ذرائع نشر و اشاعت کے ذریعے ذلیل ترین اور بے شرم ترین جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کیا۔

یہ کام اتنے وسیع اور منظم پیمانے پر کیا گیا، کہ افغانستان کی انقلابی ڈیموکراٹیک جمہوری دولت (ریاست) کے لئے بے انتہاء مشکلات پیدا کئے گئے اِنہی پیدا شدہ مشکلات اور اس نتیجے میں تیز شدہ پروپیگنڈے کو بنیاد بنا کر مزید مشکلات اور پروپیگنڈے کا ایک سلسلہ شروع کیا ان پاکستانی قاتلوں کے پھیلائے ہوئے خوف و دہشت سے اپنے انقلابی اور جمہوری ملک افغانستان کو مجبوری سے چھوڑنے والے افغان عوام کو سیاسی مہاجر کے نام سے اپنے حق میں عالمی سطح پر رائے عامہ کو اس طرح گمراہ کرنے کی کوشش کی، کہ اصل مداخلت کار اور جارح پاکستان کو دنیا کی نظر سے چھپا دیا۔ افغانستان کی ڈیموکراٹیک جمہوریہ کو سراسر ناجائز طور پر مورد الزام ٹھہرایا۔ پاکستان کے استعماری خونی ہاتھوں سے مرتکب کردہ انسانیت سوز جرائم کو افغانستان کے انقلابی حکومت کی کارکردگی ظاہر کرکے، اپنے لئے مزید مداخلت، جارحیت اور انسانیت سوز جرائم کو "اسلامی" اور "جائز" کا لبادہ پنہایا۔ اور اس طرح اس استعماری پاکستان نے اپنے لئے بے انتہاء سیاسی، فوجی، اقتصادی اور دیگر ہر قسم کے وسائل پیدا کئے۔ اپنے ہاں دولت اور فوجی سامان کے ڈھیر لگا دیئے۔ ایک طرف عظیم ثور انقلاب کو ہر قسم کی مشکلات سے دوچار کر دیا، اور دوسری طرف ملک میں عوام کو اپنے قومی اور جمہوری حقوق کے لئے جدوجہد سے باز رکھنے میں کافی حد تک کامیاب ہو گیا۔ ایک طرف سامراجی ممالک برطانیہ، مغربی جرمنی اور بالخصوص امریکہ کو واپس اس خطے میں تشویت خطرے کے بہانے دوبارہ قدم جمانے اور فوجی مداخلت کرنے کے لئے بحر ہند میں بحری فوجوں کے رکھنے اور خلیج فارس کے ساحلوں پر فوجی اڈوں کے کے قیام کے مواقع فراہم کئے تو دوسری طرف اس خطے میں انتہائی رجعت کا دور دورہ شروع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ رجعتی طبقات کی سیاہ اور شیطانی قوتوں کو عوام کے قومی اور سماجی حقوق کی تحریکوں کو کچلنے کے لئے ہر طرح کی کھلی چھٹی دیدی۔ اس میں عالمی سامراجی ذرائع ابلاغ نے بھی ان کی مکمل مدد کی۔

اس استعماری پاکستان کی کوئی بھی حکومت ثور انقلاب کو تباہ کرنے کی کسی کوشش سے کبھی بھی دست بردار نہیں ہوگی۔ پاکستان کے کردار کے اس استعماری پہلو کی اہمیت، اور اس کے نتیجے میں ثور انقلاب کے خلاف پاکستان کی موجودہ جاری جنگ کے لئے پاکستان کا ایک بنیادی اور اہم ترین اڈہ اور اہم ترین عقب ہونے کے کردار کو نظر میں رکھے بغیر، نہ تو افغانستان خلق ڈیموکریٹک پارٹی، افغانستان کی ڈیموکریٹک جمہوریہ، اور نہ ہی عالمی سطح پر ثور انقلاب کے دوست اور بالخصوص شوروی اتحاد (سوویت یونین)، ثور انقلاب کے دفاع، افغانستان کے مظلوم عوام کا پاکستان کے پالے ہوئے اور تربیت یافتہ پیشہ ور قاتلوں کے ہاتھوں قتل عام اور بدامنی کے خاتمہ کیلئے کبھی بھی صحیح اور موثر پالیسی بنانے اور اس کو عمل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگی۔ کیونکہ کراچی اور پنجاب کے استعماری طبقات کی افغانستان کے ثور انقلاب کے خلاف موجودہ شدید اور خونریز جنگ، دراصل پنجاب کے عوام اور بالخصوص بلوچ، پشتون اور سندھی عوام کے خلاف ان کی جنگ کا اس وقت محاذ اہم اور گرم حصہ ہے۔ اب تو ان استعماری طبقات کی شکست افغانستان کے ثور انقلاب کے مکمل فتح پر کافی حد تک منحصر ہوگئی ہے۔ ہم ثور انقلاب کے خلاف استعماری پاکستان کے جنگ کی نوعیت کو صرف اسی روشنی میں صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ان حالات میں بلوچستان، پشتونخوا، سندھ اور پنجاب کے انقلابی عوامی تحریکوں کا اپنے اور ثور انقلاب کی خاطر، آج کا اہم ترین اور فوری فریضہ یہ قرار پاتا ہے کہ افغانستان کے ثور انقلاب کے دفاع اور اپنے قومی جمہوری حقوق کے لئے کراچی اور پنجاب کے رجعتی استعماری طبقات کے نمائندہ فوجی جرنیلوں کی حکومت کے تمام ان اقدامات کو خاص طور پر شکست دیں۔ جو ثور انقلاب کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ اور خاص طور پر ابتدائی اور فوری قدم کے طور پر فوجی جرنیلوں کی اس آمریت یعنی مارشل لاء کے خاتمہ کے لئے ہر قسم کی کوشش کریں، اور ہر قسم

کے وسائل بروئے کار لائیں ۔ ہم سب کو تمام جمہوری قوتوں کو متحد کر کے فوجی آمریت یعنی مارشل لاء کے خاتمہ کے کام میں یکسوئی سے لگ جانا چاہیئے۔

پنجاب کے محنت کش عوام اور پشتونخواہ، بلوچستان اور سندھ کے اقوام کے آزادی کی تحریکوں کو، مشترک دشمن فوجی آمریت کے خلاف، اپنی صفوں میں اتحاد لائے بغیر کامیابی میسر نہیں ہو سکتی ۔ اور ہمارا یہ مشترک دشمن اس وقت ہمارے خلاف جنگ ثور انقلاب کے خلاف لڑ رہا ہے ۔ !

ثور انقلاب زندہ باد

قومی اور جمہوری قوتوں کا اتحاد زندہ باد

فوجی آمریت مردہ باد

د رڼا په سرو شغلو کښې به ټولے علم او فنے نڅور کړو

دجهان تورو تیارو نه به له بېخه سوري بلے اور کړو

اشعار او استثمار به ورک نابود کړو

درجعت نظام به په مغضي نسکور کړو

په محنت دخپله دماغ او دلاسونو

سمه غریبه دغمه وطنے سمسور کړو

سی آی اے افغان گوریلاو ته بے سده غټه امداد ورکوی

دګوریلا جنګ دپاره د پخوا هیواد نو په مرسته د سلو میلنو ډالرو امداد ورکول کیږی ؛ کارلے برنسټائن په یو دغه تو سټار پیشلے نوم اخبار کے د اسی لیکی . (اقتباسات)


CIA gives massive help to Afghan guerrillas
$100 million program involving five countries supplies weapons for guerrilla warfare

دَ امریکي دَ جاسوسۍ مشهورې اداره (C.I.A) دَ پخوا هیوادونو په مرسته افغاني مزاحمتیانو ته ، دَ اوسنۍ زمانے دَ ګوریلائی جنګ دپاره درستو برابرولو دپاره دَ سلو ملیونو ډالرو دَ یوه خورا پیچیده او ډیر پروګرام غړه او کلکني کوی ـ حقیقت دادے چې دَ کارټر او ریګن حکومت مشرانو افسرانو له دینا خو داسے ښکاری چې په افغانستان کے دَ امریکے برخه اورول دَ هغو لمړنیو اخباری اشاراتی بیانونو په مقابله کے خورا ډیره ډیره او فراخه ده ـ

دَ دے چپاؤ دَ منصوبه بندۍ امر پخپله صدر جمی کارټر کړې وو ، او پردغه عمل ، دَ هغه دَ قومی سلامتۍ مشر زبګنیو بریزنسکی (Zbigniew Brzezinski) او دَ هغه دَ سی ـ آئی ـ اے دَ ډائریکټر سټانسفیلډ ټرنر (Stansfield Turner) تر سیخه نګرانی لاندے سوئ وو ـ کله چې شورویانو تر افغانی ولیش (سرحد) راؤ خیرول (Crossed) ، بیخی په یو څو ساعتونو کے دننه دننه امریکی صدر دَ قومی سلامتی کونسل په یوه غونډه کے داسے وینا وکړله : چې

داؤ امریکے « اخلاقی ذمه داری » ده چې دَ افغانی مزاحمتیانو په درسته مرسته وکړی ـ تر دغه وخته پورے دَ امریکے له خوا دَ کابل حکومت سره دَ جنګیدونکو باغیانو لپاره په دارو درملو

او مخابراتو او رسل و رسائل په شیانو مرسته کیدله ۔ امریکي صدر خپلو اہلکارانو ته داوینا هم [1] وکړل چي هغه د دے بنه ډیر خیال وساتي چي د امریکي امداد زیاتوب د افغاني مزاحمتي جد وجهد هغه اسلامي بنهه چیرے ورو ویرانه او ګډه وډه نه کړي ۔ په دغه ترځ کے د اسلامي هیوادونو سره د رواجي سفارتي لارد پرځائے سي ۔ آئي ۔ اے د دغو هیوادونو د جاسوسئ له محکمو سره اړیکي ساتي ، او د دغے منصوبے تړون او ترتیب هم دغه د اسلامي هیوادونو د جاسوسئ د ادارو په ذریعه سره کوي ۔ امریکے خپل د ناټو (NATO) له ملګرو سره په دے منصوبے کے هیڅ صلاح مشوره نه ده کړه ، او نه ئے هغوئے ته په دے کے د ګډون سټ وکړو ۔ چینے ماني پرده خو راهوکه شبهه لرله چي آیا د لویدیځ یورپ هیوادونه به د یوے داسے چپاولي منصوبے سره ملګري وکړي چي هغه کے له روسیانو سره داسے مخامخ نښته راتلله ۔ برسیره پردے د کارټر یوه مشیر داسے پیشنهادئ وکړو چي "موږ ته لا لمخه دا پیشکي پوخ باور دو ، چي که یورپیانو په دے منصوبه کے ګډون وکړو نو ددوئ دا راز ستر نه سي پټ ساتلائے او خبره به خپره سي" ۔ سي ۔ آئي ۔ اے د خپلے چپاولي منصوبے خاکه د سینیټ نګرانه جرګه کئ (کمیټي) ته وړاندے کړه ۔ سیناتور (SENATOR) برچ بایځ د دغے کمیټي پخواني صدر ، په نژدے شپو کے له اے ۔ بي ۔ سي نیوز سره د یو مرکے په ترځ کے داسے وویل : " سي ۔ آئي ۔ اے په دے ورسیدله چي که چیرے موږ دا غواړو چي افغانان د ځان ژغورنه وکړي ، نو موږ باید چي هر د مرد دوئ ته داسے درستے ورکړو چي دوئ ئے د توپ بردارو جهازونو په خلاف پکار کړي "

[1] افغان مفاد لرونکي لا د ثور انقلاب له ورځے امریکے ، پاکستان سعودي عرب او مصر د خپل هیواد انقلابي حکومت ته پوره تیاری کړل او اوس ئے نو ورته وسلے ورکول شروع کړل ۔ (مترجم)

سره د دے داهم ضروري سوه چي تو د وخي پلهتونکي سام 7 ۔ (SAM) میزائلونه او د افغانستان دپاره لیږدیدونکے تولہ درستے چي هغه بیشتره د روس جوړے سوے یا د هغو داسے نقل سوئ وو ، چي له هغو د اصلي د سودانکو درک نه سو لګیدلائے

.... لکه آر پي جي (RPG) ټانک ويشتونکي راکټونه، د جهازونو ويشتونکي توپونه، کلاشينکوف (AK-47) د برېد ماشين ګنونه، د اصلي جوړېدونکو شيانو په ځايونو ورغيدل او په بېړه د اولو په ډيرولو کې د ليږدولو اوليت ورکړ سو.
په تکرار سيناتوري کميټې کې يوه کس هم څه بېړه او اعتراض د سي. آی. اې پر تجويز ونه کړ، اګر چه د دې په مقابله کې په کال ۱۹۷۵ کې چې سي. آی. اې د انګولا د باغيانو د پاره د درستو ورکولو خپله وروستۍ منصوبه وړاندې کړه، نو بشپړې سينېټ په ډېرې سره هغه منصوبه رد کړه.
کله چې د سينېټ لوړې کميټې ته د دغو لوړې منصوبې لنډيز ورکيدۀ، چين په دغه ورځو کې د ځغورنې (دفاع) سيکټري هيرلډ براؤن د چيناني واکدارانو سره په پيکنګ کې په خبرو اخته وو. د ده د بوعيدا هغه پټه او خفيه برخه بيښتره د افغانستان په باره کې وه. په دغو خبرو او مباحثو کې کم يو اهلکار دا منل چې، "زموږ بوعيدا او دول دوه لاسيزاتۍ وو. موږ دوی ته دا ورپېښوله، چې موږ به يو څه خاص شيان کوو، او دوی دا رابنکاره کړله چې دوی به څه تاکلي کارونه کوي.
زموږ په منځ کې يو شانته په زړونو کې دننه منلی کړېټ (اقرارنامه) وو. د کوچيادلي منصوبې پر ځای موږ دا عوزه کړه چې موږ به هر څوک ځانله بېخپله هغه دغه کارونه کوو. چينيان پر دې سې شول چې دوی به پر خپله هوائي لسيمه هغه جهازونه الوتلو ته پرېږدي، کوم چې افغانستان ته درستې وړي. چينيانو دا هم ومنله چې دوی به سام- 7 ميزائلونه او آر- پي- جي (R.P.G) ټانک ويشتونکي راکټونه کوريلاؤ ته ورکوي. او که چېرې د افغانستان او پاکستان تاک (سرحد) بند سو، نو بيا به چين متوله ليږدلې درستې په چين کې سره لوږدي او چيناني لسرې به د افغان چيني ولېش پر او پر لو لارو (اړو بدلو) دغه شيان اړوي.
په دغه پټه منصوبه کې برخه لرونکو هيوادونو له هغه وخته چې دا چپادلي بريدونه پيل سوي دي، بيا تر اوسه، هر يوه خپله ذمه داري خورا باقاعده پله

پلیے اداکړے ده۔ امریکې د دغه منصوبې له شروع څخه لا شلو تر دیرشو ملیونو ډالرو امداد ورکړې دئ او اوس خو به لا تر دغه ډیر سوئ دی۔ امریکې د دې په بین الاقوامي منډیو کې د ځینو درستو د آخستلو بندوبست کړئ دئ۔ امریکه د دے منصوبې هغه لمړنۍ جوړوونکې ده او بیا په دے کې ترتیب او ربط هم امریکې ساتلی دئ۔ سعودي عرب د دے منصوبې د مالي امداد ذمه آخستې ده۔ او دا مالي امداد که تر امریکې زیاته نه وو لو لږ به کله هم نه دی۔ سعودیانو، چې د پاکستان د فوجي بودجې (بجټ) بیښتره ونډه هم دوئ اداکوي، پاکستانیان ټینګ په لاس کې نیولی دی او د امریکې په لمسون ئې دوئ ورځ کلک دے تر اړکړی دی چې د افغانستان سره خپل تاک دنے دپاره پرانستئ وساتي چې هلته ړول ړول درستې ولیږلے سي۔

مصریان افغاني ورانکارو ته تربیت ورکوي او هم دوئ ته د درستو هغه لوړه ونډه ورکوي۔ دا هغه درستې دي چې مصر د شوروي سره د دوستۍ په موده کې رانیولې وې، او د همدغو شوروي درستو غونډے نقل سوے درستے د قاهرې د شادوخوا په کارخانو کې رغوي (جوړوي) او افغاني ورانکارو ته ئې رسوي۔ پاکستان چې د دغه چپاولي منصوبې دپاره بنیادي حیثیت لري، خپل د افغانستان سره پر خوارلس[١٤] سوه میله اوږده تاک د دغو درستو د تیرولو او لیږلو اجازت ورکوي۔ خوشاله چې پاکستانیان د شوروي جوابي کاروائۍ څخه جنبه ډیر ویریږي، ځکه نو دوئ د ورانکارو سره خپل کومک او امداد پټ ساتي۔ پاکستاني سفارتکاران چې قصدا د دے منصوبې له لمړیو سنجښتونو د باندے ساتلی سوي وو، نن هم لا پردے خوا ټینګار کوي چې پاکستان د ورانکارو په مسلح کولو کې په سرکاري توګه هیڅ برخه نه لري۔ مګر د امریکې اهلکارانو ویناداده چې د دے منصوبې ټوله اسې خبرے، د پاکستان صدر ضیاء پخپله منظور کړے دي۔ د شوروي له خوا د جوابي کاروائۍ د خطرے لږولو دپاره پاکستانیانو دالاندې درے[٣] شرطونه هم ایښي دي:

لمړۍ داچې څه څېراوونه چې افغانستان ته ورسته لېږي، هغوئ به په ښکاره دا خبره ستونزمنې، دوئمه داچې کوم ورسته پاکستان ته رارسېږي نو څه به په پاکستانۍ ګوداموکې نه امبارېږي، بلکه دستي به سيخ ترولېش آوړي، درېيمه داچې د پاکستان له لارې به په يوه اوونۍ (هفته) کې تر دوه باره هوائي جهازونو زياته ورسته نه راتېرېږي. دا ورسته د هوائي لېږلو سودي سامانونو په بهانه، پاکستان ته په داسې جهازونو کې راځي چې د هغوئ شناختي نښانونه تل تر تله بدلېږي. دلته بيا د انټر سروسز د پاکستان د جاسوسۍ د ادارې تر نګرانۍ او څارنې لاندې دغه ورسته افغان مزاحمتيانو ته ورکول کېږي. هغوئ د سرحد پر شا يا پر څنډه د اړو ورو پر لارو لوړو غرونو نه تېرېږي او بلته ئې په کيمپونو کې د قبائلو د داړه ماره مټو لګوته سره وېشي. افغانستان ته د شوروي فوځونو د راتګ نه لږ څو مياشتې ورو ستو، لمړئ ځل د ورسته علئ غوښتنې رارسېدل ګنياسو. په اکتوبر ۱۹۸۰ء کې د کارټر حکومت او د اسلامي رياستونو د امداد زياتولو ذمه واخيستله، په تېره بيا د هغو درنو وسلو چې د ټانکونو او جهازونو د ويشتلو دپاره پکار ريدله. د دغو لېږلو سود ورستو نتيجې سږ کال په پسرلي کې ښکاره سوله. د ريګن حکومت دغه پټې او ناجائزه منصوبې تر بيا کتنې لاندې راوستلې، او دا امرئې وکړو چې دالا نورې پيسې ارتې اوفراخې سي. پاکستان چې د ريګن حکومت د ډروبلينو د اوږدې مودې فوځي قرضو له ښځې (دغلاړې) له کبله د امريکې خورا منت باره دئ، ځکه ئې پخپلو هغو لمړيو شرائطو کې چې د ورستو ترولېش اړوند بانډئ ئې ټکولي دو، اوس څه نرمي راوستلې ده. افغان مزاحمتيان وائي چې دوئ لا اوس هم نورو ورستو ته اړ دي او دا بې له څه شک ريښتيني ده. ورانکاري داړه ماران کله هم په دې نه خبرېږي چې دوئ ته دا ورسته له کومه لورې رارسېږي. څه ورسته خوله هغو افغاني فوځيانو لاس ته سي چې له خپله فوځه وتښتي (ځينې ئې لکونه خولا داسې وائي چې د افغاني فوځ له اتيا زره سپاهيانو څخه درې يمه څلورمه برخه تېښتېدلې ده) په داړه ماره کيمپونو کې چې کومه ورسته وېشل

کیبږي، دَ هغې په باره کې بېشتره وادیناکیبږي چې دا له افغاني تینبتیدلو نوجیانو څخه واس ته راغلي ده. مګر حقه ډیناداده چې دا درسته پر هغو ټولو لاروامیبږي چې دَ دې چپاولي ناروا منصوبې له رویه غلې تاکلې سوې دي.

دَ نیوز ویک ۱۹۸۱ء په اجازه بیا چاپ سو،

کارل برنستین دَ دې کتابونو کړ لیکوال دی:

۱. دَ صدر ټول سړي All the President's Men

۲. وروستنۍ ورځې The Final Days

(بقیہ امریکی فسطائی تنظیمیں)

ان فسطائی تنظیموں پر واضح کر دینا ہے کہ اب نہ تو ان کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے مسلمانوں کے معصوم جذبات سے کھیلنے دیا جائے گا۔ اور نہ ہی فلسطینی مہاجرین اور بے گھر عوام کی مقدس سامراج دشمن جدوجہد کو غلط استعمال کر کے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنی اصل حقیقت چھپانے کی اجازت دی جائے گی اور ان امریکن ساختہ فسطائی تنظیموں پر واضح کر دیا گیا ہے کہ امریکی سامراج اور صیہونیت کے دوست ہرگز فلسطینی عوام اور بیت المقدس کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے کیونکہ فلسطینی عوام اپنے اصل دوستوں خیر خواہوں کی طرح صیہونیت کے خاتمے یعنی بیت المقدس کی بازیابی سامراج اور رجعتی استحصالی طبقات کے اقتدار کے فرسودہ سماجی، اقتصادی اور اس کے قدرتی معمول یعنی انسانی اور قومی عدم مساوات اور جبر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمے، اور اور اس کی جگہ مزدور اور دیگر محنت کش امن پسند طبقات کے اقتدار کے جدید انقلابی نظام قائم کرنے کے لیے کوشاں ہیں جس میں طبقاتی استحصال، انسانی اور قومی عدم مساوات جنگ اور جبر کا مکمل خاتمہ ہو۔

سیاسی اور اجتماعی اصطلاحات

امپیریالیزم (IMPRIALISM)

امپیریالیزم (سامراج) سرمایہ داری کی سب سے اعلےٰ اور آخری منزل ہے۔ اس کا آغاز انیسویں صدی کے آخر اور موجودہ (بیسویں) صدی کے اوائل میں ہوا۔ امپیریالیزم سے متعلق تھیوری (نظریہ) کا تجزیہ

نے کیا اور اس کی وضاحت کر کے اسے ترقی دی، انہوں نے امپیریالیزم کی پانچ، درج ذیل، خصوصیتیں بیان کر کے تعریف کی ہے۔

(۱) پیداوار اور سرمائے کے ارتکاز کا بڑھ کر اپنے ارتقاء کی اس قدر بلند منزل پر پہنچنا جس سے مونوپولیز (MONOPOLIES) (اجارے داریاں) جنم لیں، جو معاشی زندگی میں فیصلہ کن رول ادا کرتی ہیں۔

(۲) بینک کا سرمایہ اور صنعتی سرمایہ ایک دوسرے میں ضم ہوتے ہیں۔ اور اس وہ مالیاتی سرمائے،، کی بنیاد پر مالیاتی اولیگاری (OLIGARCHY) (چند لوگوں کا اقتدار) وجود میں آتی ہے۔

(۳) سرمائے کی برآمد جو اجناس (COMMODITY) کی برآمد سے مختلف ہے۔ غیر معمولی اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔

(۴) سرمایہ داروں کی بین الاقوامی اجارہ دار اتحادوں کی تشکیل ہوتی ہے۔

اور دنیا کو (CONTECT) ٹرسٹ (TRUST.) اور کنشورشیئیز (CONSORSIUM'S) کی صورت میں آپس میں حصے بخرے کر لیتے ہیں۔

(۵) سب سے بڑی سرمایہ دار طاقتوں کے درمیان دنیا کا علاقائی بٹوارہ مکمل ہو چکا ہوتا ہے۔

امپیریالیزم کی اقتصادی بنیاد مخصوص رول اس کے اجارہ دارانہ تسلط سے عبارت ہے۔ اکتھارات (MONOPOLIES) (اجارہ داریاں) کے مختلف شکل اور ہر جانب کے رشتوں میں بستگی کی شکل میں سب سے بڑے سرمایہ دار ملک عالمی اقتصاد (معیشت) اور سیاست کو اپنے تسلط (کنٹرول) میں لیتے ہیں۔ اور آزاد تجارتی مقابلہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی معاشی زندگی پر تسلط اور سیاسی میدان میں اجارہ دار سرمایہ داری کے مزید اثر و نفوذ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس سے وہ حکومتی ڈھانچہ، کو اپنے فرمان (حکم) کا تابع بنا لیتے ہیں۔ اور اپنی منافع خوری کے ماتحت۔ اس مرحلہ میں اجارہ دار سرمایہ داری ہر معاملہ میں قوت کے لحاظ سے امپیراطور (شہنشاہ) بن جاتی ہے۔ خود لفظ امپیریالیزم لاطینی لغت امپیریو (IMPERIVE.) سے مشتق (نکلا) ہے۔ اس مرحلہ میں سرمایہ داری نے پھیلاؤ کے دوران کم و بیش تمام کرۂ ارض میں اپنی ابتدائی حیثیت (جگہ) سے جست (چھلانگ) لگا کر ظالمانہ (بدبختانہ) کمال حاصل کیا ہے۔ یعنی سرمایہ دارانہ تضاد، اقتصادی، سیاسی طبقاتی اور ملی (قومی) تضادات میں شدت کا موجب بنا ہے۔ امپیریالیتی مارکیٹوں کی تلاش، سرمایہ کاری کے مواقع، خام مواد اور سستی محنت کے حصول اور دنیا پہ تسلط جمانے کے لئے امپیریالستی حکومتوں کے مابین مبارزہ جدوجہد میں شدت پیدا ہوئی، جب امپیریالیزم کے تنازع (جھگڑے) کے بغیر کنٹرول کے دوران، بالآخر امپیریالیزم دنیا کو تباہ کن جنگوں کی جانب کھینچ لاتا ہے۔ سرمایہ کاری کی تلاش کے دوران ہی امپیریالیزم گل سڑ جانے (بوسیدگی) کے مرحلہ

میں داخل ہوتا ہے۔ امپیریالیزم سوشلسٹ انقلاب کی چوکھٹ ہے۔ اس مرحلہ میں عالمی سرمایہ داری کا مجموعی نظام پرولتاری سماجی انقلاب کے لئے سازگار حالت پیدا کرتا ہے۔ محنت اور سرمایہ کے مابین تضاد انتہائی اور اس سے وابستہ مستعمرہ (استحصالی ہونے والی) حکومتوں کے مابین تضاد؛ خود امپیریالیستی ملکوں کے مابین تضاد میں روز بروز شدت پیدا ہوتی ہے۔ سوشلسٹ دنیا کے نظام کا وجود (موجودگی) بذات خود، ان میں تین گونہ تضادات میں شدت پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ امپیریالیزم کی مافیہ میں اندر ہیں۔ (CONTENT) پوشیدگی اور تضاد کی شدت سرمایہ داری کی مطلق حکومت وجود کچھ معنی نہیں رکھتے۔ محنت کشوں کے عالمی رہنما بتاتے ہیں "یہ غلط ہوگا اگر تصور کیا جائے کہ بوسیدگی کا رجحان سرمایہ داری کی تیز ترقی کا ہی مخالف ہے" امپیریالیزم کے تضادات نے اجارہ دارانہ سرمایہ داری میں تیز تبدیلی کے سلسلہ کا موجب بن کر اس سے ریاستی اجارہ داری میں بدل دیا ہے۔ اس صورت حال میں جب کہ اجارہ داریوں کا تسلط (کنٹرول)، عوام کی زندگی پر مضبوط ہوجاتا ہے، اجارہ داریوں کی حکومتوں (ریاستوں) کی طاقت بل بوتے پر ایک واحد ڈھانچہ میں متحد کر لیتی ہے۔ تاکہ لوٹ مار کی کو زیادہ نفع حاصل ہو اور سرمایہ دارانہ نظام کی حفاظت کی جا سکے۔ مگر نہ یہ صورت حال، نہ ملک کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی کو فوجی میں تبدیل کرنے یا اسی قسم کی اور تدابیر سے یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ سرمایہ داری بوسیدہ (گلی سڑی) بنیادوں کو نجات ملے (بچایا جائے)۔ چند ممالک میں پیداوار کی ترقی سے ہرگز یہ ممکن نہیں ہو سکا ہے۔ کہ سرمایہ داری کے ملی (قومی) اور بین الملی (بین الاقوامی) تضادات کی شدت کو روکا جائے۔

(۱) تحلیلیہ نفع کے اوپر مزید نفع (نفع بالائے نفع) سے اجارہ، اداریوں میں ترقی ہوتی ہے۔ (AUTOMATION) (پیداوار میں خود

(کاری کے وسائل سے استفادہ کرنا) سرمایہ داری کے حالات میں محنت کشوں کے لئے مصیبتوں کا بوجھ اٹھانے کا سبب بن جاتا ہے۔ اجارہ داریوں کا تسلط نہ صرف مزدوروں، کسانوں، اور دوسرے محنت کشوں کے خلاف متوجہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ چھوٹے اور درمیانہ بورژوازی کے گروہوں کے مفاد کو ضرر پہنچاتا ہے۔ واقعات نے "عوامی (خلقی) سرمایہ داری" اور عمومی بہبودی کی ریاست (GENERAL WELFARE STATE) قسم کے پرفریب نظریوں کو بے معنی (غلط) ثابت کر دیا ہے۔

بین الملی کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کی کانفرنس (۱۹۶۹ء) کے بنیادی آئین میں امپیریالیزم کے رول کا تجزیہ اور اس کا مقابلہ کرنے کا طریقہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

بورژوازی اجارہ داری جہاں کہیں ہو یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ اس بے معنی (غلط) فکر کو جنم دے۔ کہ موجودہ نظام میں انقلابی تبدیلی کے بغیر محنت کشوں کے تمام مطالبات اور خواہشات کو حاصل کیا جانا ممکن ہے۔ سرمایہ داری استعمار گرانہ (استحصالی) اور تجاوزگرانہ ماہیت (مافیہ) کے سبب "عوامی (خلقی) سرمایہ داری"، "عمومی بہبودی کی ریاست"، "خوشحال جامعہ (سماج)" وغیرہ جیسے طرح طرح کے دلفریب نظریات پھیلانے کی کوشش کرتی ہے۔ صرف انقلابی تحریک ایسے جھوٹے نظریات کی حقیقت کا راز فاش کر کے ان کے خلاف پرزور جدوجہد کرتی ہے۔ اس طرح امپیریالیزم کے آئیڈیالاجیکل (نظریاتی) بحران کو زیادہ گہرا بنا دیتی ہے۔ عوام کی اکثریت متواتر اور زیادہ تعداد میں، امپیریالیستی آئیڈیالوجی (نظریہ) سے منفرد ہوتی جا رہی ہے۔

بشریت (انسانیت) کا وجدان (ضمیر) اور اس کا شعور (فکر) امپیریالیزم کے مجرمانہ اعمال سے ہرگز سمجھوتہ نہیں کر سکتی۔ دو عالمی جنگوں کا گناہ جس میں کروڑوں انسان ہلاک ہوئے، امپیریالیزم کے سر پر ہے

امپیریالیزم نے حیرت انگیز جنگی مشین تیار کرلی ہے، جس کی خوراک انسان ہیں اور جو بے حد مادی وسائل کو ضائع کرتی ہے۔ وہ (امپیریالیزم) مستقبل کے کئی سالوں کے لئے، اسلحہ کی دوڑ کو تیز کرنے کے لئے، اسلحہ کی پیداوار کے لئے پروگرام مرتب کررہا ہے۔ عالمی جنگ شروع کرنے کا باعث ہے، جس کی بناء ہونے سے اس جنگ کی آگ میں کروڑوں انسان نیست و نابود اور کئی ممالک مکمل طور پر منہدم ہو جائینگے۔

"فاشزم، سیاسی اذیت رسانی اور موت کا فوجی اڈہ، امپیریالیزم کی پیداوار تھی۔ امپیریالیزم جہاں ہے۔ جمہوری حقوق اور آزادیوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ انسانیت کی شائستگی کو روندتا ہے۔ اور نسل پرستی کی پرورش کرتا ہے۔

امپیریالیزم کروڑوں انسانوں کی محرومیوں اور مصیبتوں کا ذمہ دار ہے۔ ان حالات کا اصل سبب ہے۔ جن میں ایشیاء، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک میں عوام کی اکثریت، افلاس بیماری، بے سوادی (ناخواندگی) اور عہد عتیق (زمانہ ماقبل تاریخ) کے سماجی حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ پورے عوام کے عوام بتدریج موت اور نیست و نابود (معدوم) ہونے کے لئے غلام اور محکوم ہو جائیں۔

اجتماعی ترقی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ امپیریالیزم عملی اور فکری محنت کشوں کے قسم قسم کے اجتماعی گروہوں اور ملتوں (قوموں) اور ملکوں کی زندگی کے مفادات سے ٹکراتا ہے، امپیریالیزم کے خلاف عوام ہمیشہ عظیم تر اور اجتماعی تحریکوں کی صورت میں متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

امپیریالیزم جو انسانیت پر اس سے بھی زیادہ مصائب ڈھانے کا باعث ہے، اس کے مجرمانہ اور بھیانک اعمال کے خاتمہ کے لئے لازم ہے۔ کہ مزدور طبقہ، جمہوری اور انقلابی قوتیں، عوام متحد اور یکجا ہو کر جدوجہد شروع کر دیں۔ مزدور طبقہ اور تمام ضد امپیریالیستی (سامراج دشمن) قوتیں، جو امن، جمہوریت، آزادی اور سوشلزم کی راہ پر جدوجہد کرتے ہوئے چل رہے ہیں،

ان کا فرلیضہ ہے ۔ کہ وہ تجاوز کرنے والوں کے منہ میں لگام دیں ۔ اور انسانیت کو امپیریالیزم کے پنجوں سے چھٹکارا دلا دیں۔

امپیریالیزم کی انقلابی شکست و نابودی دنیا بھر میں بہ یک وقت انجام کو نہیں پہنچتی ۔ امپیریالیزم کے دوران، سرمایہ دار ممالک کی ناموزوں نا برابر اقتصادی اور سیاسی ترقی اس کا باعث ہے ۔ کہ انقلاب مختلف ملکوں میں مختلف وقتوں (زمانوں) میں رونما ہوا ۔ لینن ہی تھے ۔ جنہوں نے سوشلسٹ انقلاب تھیوری (نظریہ) کو امپیریالیزم کی تاریخی حالات میں وسعت دی ، اور اس امر کی کہ پہلے یا چند سرمایہ دار ممالک میں ، علیحدہ صورت میں سوشلزم کا امکان ہے ۔ تعلیمات فراہم کیئے ۔ اکتوبر کا عظیم سوشلسٹ انقلاب ، اس تھیوری کا عملی ثبوت تھا ۔ اجارہ دارانہ سرمایہ داری کا خاتمہ اور نئے سوشلسٹ سماج کا وجود میں آنا ایک طویل مدت کا متقاضی ہے ۔ جس میں دو سسٹم (نظام) بہ یک وقت موجود ہوتے ہیں ۔ ہمارا دور عالمی پیمانہ کے لحاظ سے سرمایہ داری سے سوشلزم کی جانب منتقل ہونے کا دور ہے ۔ یہ سلسلہ جو اکتوبر کے عظیم انقلاب سے شروع ہوا ہے ۔ جنگ کے بعد عالمی سوشلسٹ سسٹم کی تشکیل کا سبب بنا ہے ۔ اور یہ سلسلہ جاری رہے گا ۔

اب دنیا کی سب سے بڑی امپیریالیستی حکومت امریکہ ہے ۔ سرمایہ دار ممالک میں یہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ صنعتی ملک ہے ۔ جو بے مثال فوجی معیشت (اقتصاد) رکھتا ہے ۔ اور بدنام ترین اجتماعی اور سیاسی زندگی کا مالک ہے۔ امریکا امپیریالیزم باقی تمام سرمایہ دار ممالک سے بڑھ کر ایشیاء، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کی دولت لوٹ رہا ہے۔ اور حکومتوں کا تختہ الٹنے کی سیاست ، فوجی معاہدوں ، امداد اور قرضوں ، اسلحہ کی دوڑ ، فوجی مداخلت ، سیاسی (GANGTERISM)

(غنڈہ گردی) وغیرہ کے ذریعہ کوشش کرتا ہے۔ کہ دوسری حکومتوں کو اپنا طابع بنائے اور تمام ترقی یافتہ سرمایہ دار (مغربی) ملکوں کے حق حاکمیت کو پامال کرتا ہے۔ امریکی امپریالیزم موجودہ دور کا سب سے بڑا بین اللی استحصال گر ہے۔ جو عالمی ارتجاع کی پناہ گاہ اور بین الاقوامی ٹھاٹیدار ہے۔

عوام روز بروز زیادہ قوی اور مضبوط ارادہ اور ہمت کے ساتھ امپریالیزم کے خلاف جدوجہد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ موجودہ دور کے ضد امپریالیستی (سامراج دشمن) قوتوں سوشلسٹ ممالک، قومی آزادی کی تحریکوں اور سرمایہ دار ملکوں کی مزدور تحریکوں کے مابین عملی اتحاد اور ہم بستگی اس جنگ میں کامیابی کی ضامن ہے۔

ارتجاع (رجعت پرستی)

سیاسی معنوں میں لفظ ارتجاع (رجعت پرستی) سے مراد اجتماعی (سماجی) ترقی کی مخالفت ہے۔ سماجی ترقی کے خلاف زوال پذیر طبقوں اور گروہوں کی مخالفانہ جدوجہد۔

تاریخ کی جبری (ضرورت مندانہ) رفتار اور عوامی جدوجہد انسانی سماج کو ترقی کی جانب لیجاتی ہے۔ وہ گروہ جن کے ہاتھ میں اقتدار ہوتا ہے۔ وہ سماجی ترقی کے مخالف ہوتے ہیں۔ اور ان کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ وہ حالات کو اپنے اقتدار کے حق میں برقرار رکھیں۔ لیکن ترقی کی رفتار انہیں نیست و نابود کر دیتی ہے۔ غلامانہ سماج کا خاتمہ اس کے بعد فیوڈالیزم (جاگیرداری اور بعد میں سرمایہ داری کا خاتمہ اپنے عہد کی پیداواری قوتوں کی ترقی کا سبب ہوا۔ مگر جنہوں نے اقتدار پر قبضہ جمالیا تھا۔ انہوں نے اپنے استثمار گرانہ (استحصال کرنے کے) طریقوں سے اپنی منافع خوری کی حفاظت کی خاطر، اپنے اقتدار کو برقرار

سمجھے اور اس کی سلامتی کے لئے سماج کی ترقی کی مخالفت کی۔ اور اجتماعی پیش رفت کی مخالفت کر دی۔ اور ان فرسودہ گلے سڑے پیداواری طریقوں کے طرفدار ہوئے اور ہر لے ہوئے سماج کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

اسی طرح ارتجاع پرانے اور بوسیدہ نظام اور اس کی نابودی کا دفاع کرتی ہے۔ اور اس سے بچانے کے لئے جدوجہد کرتی ہے۔ یعنی ترقی اور پیش رفت کی مخالفت کرتی ہے۔

ارتجاع کبھی تو عوام کی اکثریت کے خلاف خونین مظالم، جبر و تشدد کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہے۔ اور کبھی گلے سڑے اور فرسودہ افکار اور خیالات کی شکل میں پسماندہ اور پرانی ثقافت کا سہارا لے کر ترقی پسندی اور نئے افکار و شعور کے خلاف جدوجہد کرتی ہے۔ ارتجاع محنت کش عوام پر اقتصادی اور سیاسی جبر و تشدد کے لئے۔ مظلوم اور استعمار شدہ قوموں کی جو اپنے حقوق سے محروم ہیں۔ اور جو سماجی انقلابی تحریکوں کی صورت میں سر اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں، سر کوبی کے لئے آگے بڑھتی ہے۔

امپریالیزم کے دوران صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک میں فاشزم اور (فوجی غلبہ) ارتجاع کی صورتیں ہیں۔ مرتجع (مرتجعیان یعنی رجعت پرست) اسے کہا جاتا ہے۔ جو ہر قسم کی ترقی نئے پن اور پیش رفت کا دشمن ہو اور پرانے بوسیدہ اور گلے سڑے نظام اور خیالات کو عوام پر مسلط اور برقرار رکھنے یا انہیں زندہ رکھنے کی کوشش کرتا ہو۔

استعمار (استحصال)

استعمار کی بنیاد (جڑ) لفظ ثمر (پھل) سے ہے۔ اس کا فارسی ہم معنی "بہرہ کشی" ہے۔ جس کا مطلب فائدہ اٹھانا ہے۔ (اردو میں اس کا ہم معنی استحصال کرنا ہے) اقتصادی اور سیاسی مباحثوں

میں اس سے "استفادہ" کرنے کا مطلب لیا جاتا ہے۔ جبکہ استحصال کے علمی معنی یوں ہے۔ پیداوار کے وسائل کے خاص مالک کا مزدور کو کم اجرت دے کر زیادہ فائدہ حاصل کرنا۔ اقتصادی اصطلاح میں اضافی کام (اجرت کے مقدار سے زیادہ محنت) اور بعض اوقات ضروری (لازمی) محنت کے ایک حصہ کو بلا معاوضہ لیا جانا ہے۔ استحصال کے اصطلاح کے استعمال کے دوران عموماً فرد کے ہاتھوں فرد کا استحصال (استحصال) کرنا کہا جاتا ہے۔ استحصال ان تمام اجتماعی زندگیوں (سماجوں) کی خصوصیت ہے۔ جن میں مخاصم (دشمن) طبقے موجود ہیں۔ حاکم طبقہ کے افراد جو پیداواری وسائل کے مالک ہیں، دوسرے طبقوں کے افراد کا استحصال (استحصال) کرتے ہیں۔ اور ان کے رنج (زحمت۔ محنت۔ مترجم) سے گنج (دولت۔ سرمایہ۔ مترجم) حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا استحصال کا سبب پیداواری وسائل کی ذاتی ملکیت ہے۔ مگر استحصال کی صورتیں ان پیداواری رشتوں سے وابسطہ ہیں۔ جو سماج میں برسرِ اقتدار ہیں۔

انسانی زندگی کے لئے ضروری نہیں کہ دوسرے فرد کا استحصال (استحصال) کیا جائے۔ انسانی سماج کی ابتداء میں استحصال کا طریقہ موجود نہ تھا۔ نہ ہی ہمیشہ یہ طریقہ جاری رہے گا۔ سماج جب ابتدائی اجتماعی اور اقتصادی تشکیل کمیون (COMUNES) کی صورت میں ہوئی تو اس میں استحصال کا وجود نہ تھا، بلکہ استحصال اس وقت وجود میں آیا جب کمیون دور کی تکمیل ہو کر اس کا خاتمہ ہوا۔ استحصال کی پیدائش کے درج ذیل اسباب تھے۔

- پیداواری قوتوں کی تکمیل جس کی وجہ سے تقسیم کار کا طریقہ شروع ہوا۔ تو پیداوار میں اضافہ ہوا اور اس کے نتیجہ میں ذاتی ملکیت پیدا ہوئی اور در آمدات میں تفاوت ہوئی۔ اس بنیاد پر سماج مخالف طبقوں میں بٹ گیا۔ بغیر طبقوں والے سماج کی جگہ استحصال کرنے والے اور استحصال ہونے والے یعنی نفع خوروں اور نفع دینے والوں کے سماجی طبقے پیدا ہوئے۔

● ۔انسانی سماجی زندگی میں پہلا دور جو استحصال کی بنیاد پہ قائم ہوا غلامانہ سماج کا تھا۔ اس سماج کی اساس غلام رکھنے والے مالکوں کا وسائل پیداوار پہ (غلاموں پہ) اقتدار اور ذاتی ملکیت کی صورت میں قائم تھا۔ (یعنی اس سماج کی تشکیل دو مخاصم طبقوں، غلام رکھنے والے آقاؤں اور خود غلاموں، کی صورت میں ہوگی۔ مترجم)۔

● ۔فیوڈالیزم (جاگیرداری) کے دور میں استحصال کی بنیاد، زمین پر ارباب (خان یا جاگیردار۔ مترجم) کی ذاتی ملکیت اور سرف (SERFS) نیم غلام کسان پر آدھی ملکیت کی صورت میں قائم تھی۔ البتہ یہ عمل نسبتاً کم و بیش مختلف ممالک میں فیوڈال (جاگیرداری) کے مفادات حاصل کرنے کی طرح طرح کی شکلوں میں، گوناں گوں خصوصیات رکھنے کی صورت میں ایک نئے طریقے میں وجود میں آیا۔

● ۔آخری سماجی دور جو فرد کا فرد کے ہاتھوں استحصال ہونے پہ قائم ہے سرمایہ دارانہ سماج ہے۔ اس سماج میں سرمایہ داروں کی ذاتی ملکیت، مزدوروں اور محنت کشوں کے استحصال کا نتیجہ ہے۔ مزدور اور محنت کش کہنے کو تو آزاد ہیں۔ مگر دراصل ان کی قوت محنت، سرمایہ دار آقاؤں کے استحصال کا وسیلہ ہے۔ یہ سرمایہ دار کارخانوں، کانوں، زمینوں، زرعی پیداواری وسیلوں، بینکوں اور حمل و نقل کے وسائل وغیرہ کے مالک ہیں، اور مزدوروں، ہاتھ سے کام کرنے والوں اور فکری محنت کشوں کا استحصال کرتے ہیں۔ اور ان کی محنت کا پھل اٹھاتے ہیں۔

استحصال اس صورت حال کا سبب بنتا ہے۔ جس میں عوام کی بہت بڑی اکثریت محنت و مشقت کرنے کے باوجود افلاس، ناداری اور مصیبتوں کی زندگی گزارنے پہ مجبور ہوتی ہے۔ اور اس کے بدلے میں مٹھی بھر سرمایہ دار پیداواری وسائل کے مالک بن جاتے ہیں۔ اور سرمایہ اکھٹا کر لیتے ہیں۔ استحصال انسانی حقوق کے منافی (خلاف) ہے۔ استحصال

سماجی انصاف کا دشمن ہے۔ استحصال جمہوریت (ڈیموکراسی) اور انسانی مساوات (برابری) کے حق، کا مخالف ہے۔ یہ تمام قدریں ایک ایسے سماج میں جہاں استحصال کی حکومت ہو، کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ سرمایہ دار نظریہ سازوں اور حکومتوں کے عوام کو فریب دینے والے مبلغوں (پرچارکوں) کا تمام شور، وغوغا اس سلسلہ میں بالکل بے معنی، خالی اور بے کار ہے۔ لہٰذا اجتماعی مظالم حق تلفی، نابرابری، جور وستم کی بنیاد استحصال ہے۔ خود استحصال، سرمایہ داری کا جڑواں پیدا ہونے والا ہمزاد (ایک ہی ساتھ پیدا ہونے والا) ہے۔ مزدور کی محنت کے نتیجہ میں جو بے پناہ فائدہ سرمایہ دار اکھٹا کر لیتے ہیں۔ زمینوں سے مالکانہ یا اجارہ جو مالک (ارباب۔ خان) کسانوں اور محنت کشوں سے وصول کر لیتے ہیں وہ استحصال کا پھل ہے۔ استحصال کے خاتمہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ پیداواری وسائل کی ذاتی ملکیت ختم کیا جائے۔ تاکہ اس کے نتیجہ میں محنت کشوں کی مزدوری اور محنت کا پھل کسی اور کے جیب میں منتقل نہ ہو۔ یہ ایک ایسا عمل ہے۔ جو سوشلزم (SOCIALISM) کے دور میں صورت پاتا ہے۔ اور سوشلزم کی تعمیر کے دوران تمام استحصال گر (استحصالی) طبقات اور فرد کے ہاتھوں فرد کے استحصال (استحصال) کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔

استعمار (نوآبادی نظام) (COLONISATION)

استعمار (نوآبادی نظام) امپریالیستی (سامراجی) حکومتوں کی سیاست ہے۔ اس کا مقصد دوسرے ممالک کے عوام کو غلام بنا کر ان کا استحصال (استحصالی) کرنا ہے۔ ان ممالک کا استحصال کرنا جو اقتصادی لحاظ سے کم ترقی یافتہ ہیں۔ امپریالیستی حکومتیں اپنے تسلط کے استحکام

کے خاطر ان ممالک کی فنی اقتصادی اور ثقافتی ترقی کا راستہ روک لیتی ہیں۔ البتہ گزشتہ صدیوں میں، یعنی امپریالیزم کی پیدائش سے قبل بھی غیر ممالک کو استعمار (نوآبادیات) بنانے کا طریقہ موجود تھا۔ لیکن ہم یہ تعریف بیسویں صدی کی استعمار کے بارے میں کرتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کے ممالک کی تقسیم اور مستعمراتی امپراطوری (نوآبادکاری سلطنتوں) کا بنانا، امپریالیستی دور کی خصوصیت ہے۔

مستعمرہ نوآبادیہ ۔ یعنی وہ سرزمین (ملک) جو مکمل طور پر سیاسی اور اقتصادی آزادی سے محروم ہے۔ جو ہر معاملہ میں امپریالیستی حکومت کے تسلط اور حکم کی تابع ہو۔ اس قسم کی حکومتیں اور ان کی امپریالیستی انحصارات (مالیاتی اجارہ داریاں) مستعمرہ سرزمین (ملک) سے خام مال، سستی محنت، اپنی تیار کردہ مصنوعات کی فروخت کے لئے موزوں منڈی، (مارکیٹ) منافع بخش سرمایہ کاری کے لئے بہتر مواقع اور فوجی اڈے قائم کرنے استفادہ کرتی ہیں۔

امپریالیستی مستعمراتی سسٹم (نظام) کیا ہے۔؟

مستعمرات (نوآبادیات) کے ساتھ ساتھ نیم مستعمرہ (نیم نوآبادی) اور وابستہ ممالک بھی موجود ہیں۔ جو مختلف سیاسی اور اقتصادی معاملوں میں کم و بیش کسی نہ کسی طرح امپریالیستی ممالک سے وابستہ اور ان کے تابع ہوتے ہیں۔ "امپریالیستی مستعمراتی سسٹم"، سے مراد ان تمام مستعمرات (نوآبادیات) نیم مستعمرہ (نیم نوآبادی) اور وابستہ ممالک کے مجموعہ سے ہے۔ جو امپریالیستوں کے توسط استثمار (استحصال) کے شکار رہیں۔ اور ان کے زیر تسلط میں ہیں۔ یہ سسٹم (نظام) انحصاری

سرمایہ داری (مالیاتی اجارہ داری) کے مرحلہ میں وجود میں آیا۔ موجودہ صدی کے آغاز میں چند بڑے امپریالیتی ممالک نے اپنی فوجی، مستعراتی فوجی یونٹوں، بیرونی ملک کی قوت سے دنیا کے ممالک کو تقسیم کر کے اسے انجام دیا تھا۔ بعدازاں کئی مرتبہ دنیا کو از سرِ نو بانٹنے اور نئے مستعمرات حاصل کرنے کے لئے یہ ممالک ایک دوسرے سے لڑنے اور جنگ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہی دور ہے جس کے بارے میں لینن نے لکھا ہے۔

وہ سرمایہ داری، دنیا کے ان لوگوں کی عظیم اکثریت پر مٹھی بھر ترقی یافتہ ممالک ایک استعماری ظلم اور مالی تسلط کے سسٹم (نظام) میں بدل گئی ہے۔"

میٹروپول۔ (METROPOLE)

یعنی وہ امپریالیتی ملک جو مستعمرہ (نوآبادی) کا مالک ہے۔ میٹروپول ملک کے انحصارات (مالیاتی اجارہ داریاں) اپنی عظیم اور قومی مالی اور صنعتی قوت کے سبب مستعمرات (نوآبادیات) کو لوٹ کر بے پناہ دولت حاصل کر لیتی ہیں۔ سستی محنت، قدرتی وسائل کی کثرت اور خام مال کی ارزانی کی وجہ سے میٹروپول، مستعمرہ (نوآبادی) میں سرمایہ کاری کر کے حیرت انگیز منافع کماتا ہے۔ ساتھ ہی ان ممالک کے عوام اور ان کے قومی وسائل کو کھلے بندوں لوٹ کر مستعمرہ (نوآبادی) میٹروپول کے لئے زرعی اور خام مال پیدا کرنے کی سرزمین کی حیثیت میں بدل جاتی ہے۔

اقتصادی پسماندگی

استعماری تسلط کا سب سے بدبخت اور بھاری نتیجہ ہے۔ میٹروپول انحصارات

(مالیاتی اجارہ داریاں) صنعتوں اور خصوصاً بھاری صنعتوں کی ترقی، فنی انشوونما اور ساتھ ہی قومی ماہرین کی پرورش کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ بعض مستعمرات کی حیثیت مونوکلچر (MONOCULTURE) "یک معیشتی" کی صورت مثلاً تیل یا گنا قہوہ یا تانبا میں بدل دی جاتی ہے۔ تمام کنٹرول انحصارات کے ہاتھ میں ہوتا ہے یہ امر بذات خود لعبر ہیں قومی متوازن اور ہمہ جہتی اقتصادی ترقی کی راہ میں بڑی مشکل بن جاتا ہے۔ ناہموار مبادلہ (UNEQUAL BALANCE OF EXCHANGE) میٹروپول اور مستعمرہ کے مابین تجارت میں ایک خاص وجہ بن جاتا ہے۔ جو انحصارات کے نفع بخش کاروبار کی ایک دوسری شکل ہے۔ استعمار اپنے پرانے (CLASSICAL) (کلاسیک) دورِ حکومت میں ہمیشہ مرتجع ترین (سب سے زیادہ رجعت پرست) مقامی گروہوں حامی اور سہارا ہوا کرتا ہے، مثلاً فیوڈال (جاگیرداری) اور ماقبل فیوڈالی (جاگیرداری سے پہلے کے) طریقہ پیداوار کو برقرار رکھتا ہوا آیا ہے۔ اور ان کی مدد کرتا رہا ہے۔ تاکہ اقتصادی پسماندگی قائم رہے۔ اور محنت عوام کو افلاس بھوک اور غلامی میں جکڑا جائے۔ اقتصادی پسماندگی امپریالیستی انحصارات کے تسلط اور بردباری اور امپریالیستی ممالک کا استعماری سیاست کا نتیجہ ہے۔ نہ کہ عام طور پر پسماندہ اور سرمایہ دار ممالک کے مابین معمولی اقتصادی رشتوں کا پھل ہے

استعمار کے خلاف مبارزہ جد و جہد اور استعماری سسٹم (نظام) کا تختہ الٹ دینا ہے۔

استعماری تسلط کے خلاف اور اس کی سیاسی اور اقتصادی لوٹ مار کے خلاف، مستعمرہ (نوآبادی) اور نیم مستعمرہ (جدید نوآبادی) نظام کے استحصال اور ظلم کے نیچے دبے ہوئے، پامال ممالک کے عوام اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنی قومی

آزادی اور استقلال کے لیے ایک شدید جنگ لڑ رہے ہیں۔ عظیم سوشلسٹ اکتوبر انقلاب کے نتیجہ میں قومی آزادی کی تحریک ایک نئے اور توانا مرحلہ میں داخل ہوئی ہے اور دوسری عالمی جنگ اور عالمی سوشلسٹ نظام کے وجود میں آنے کے بعد یہ تحریک ایک بلند اور اعلیٰ دور میں مضبوطی سے گامزن ہے۔ سوشلزم کے وجود میں آنے اور اس کے مستحکم ہونے نے مظلوم (اور ستم رسیدہ عوام کو استعمار کی غلامی کی زنجیریں توڑنے کی بشارت (خوشخبری) دی۔ قومی آزادی کی تحریک کی مست لہروں نے عالمی استعماری نظام کو اپنا بوریا بستر لپیٹنے پر مجبور کر دیا۔ موجزن قومی انقلابی طوفانوں سے امپیریالیزم کے نظام میں لرزش پیدا ہوئی۔ اس عالمی یورش (حملہ) کی تیز تھپیڑوں نے امریکی امپیریالزم کو استعماری (استحصالی) اور استعماری نظام کے دفاع کے لئے عالمی سطح پر ایک ژاندارم (تھانیدار) کی شکل میں بدل دیا ہے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں سابق مستعمر (نوآبادیاتی) نیم مستعمر (جدید نوآبادیاتی) ممالک زیادہ سے زیادہ آزاد اور نئی بنیادوں پر وجود میں آنے والے آزاد ممالک دنیا کے نقشے پر ابھرے ہیں اور ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مگر یہ جنگ اختتام کو نہیں پہنچی ہے۔ جو عوام استعماری زنجیروں کو توڑنے کے مرحلہ میں ہیں۔ رہائی کے مختلف مراحل طے کر رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر نے قومی حکومتیں تشکیل دی ہیں۔ تاہم اپنی سیاسی آزادی کو مستحکم بنانے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں۔ اور اقتصادی آزادی حاصل کرنے کے لئے انکا راستہ طویل ہے۔ ایسے ممالک کے عوام جو بظاہر (مثلاً پاکستان۔ مترجم) تو آزاد نظر آ رہے ہیں۔ مگر عملاً بیرونی مالیاتی سرمایہ کاروں اور اجارہ داروں کی سیاسی اور اقتصادی قید میں بند ہیں۔ انکے عوام سامراجی اور ارتجاعی (رجعتی) اور ظالم حکومتوں کیخلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ سوشلسٹ ممالک اور ترقی یافتہ (سرمایہ دار) ملکوں میں مزدور تحریکوں کے پہلو بہ پہلو، قومی آزادی کی تحریک، ہمارے دور میں امپیریالیزم کے خلاف ایک ناتیسری اور عمدہ عمل صورت میں بدل گئی ہے۔ اس عظیم طوفان کے مقابل (سامراجیوں) نے استعمار (استحصال) کا نیا روپ دھار لیا۔ جیسے عام طور پر

استعمار نوین (جدید نو آبادی نظام) کے نام سے پہچانا جاتا ہے ۔

سوځورو بنه جګړه وکړه

سوځورو بنه جګړه وکړه افغانانو سره
ډېکونه یې راوړو د سپین سوله غوښتیانو سره
راغئ د ثور انقلاب ـ نې ستړه نه کې جواب
غلامې سو بڅکوله عذاب ـ مزدوران ټولې سوه آب
غوفیو دا لانو یې ـ نارې کړې فرنګیانو سره
سوځورو بنه جګړه وکړه -----

کړې ـ ـ ـ نارې پی بی سی ـ لکه غیبي ی چې سپی .
کله ویالئ داسې به سی ، کله ویائ هو هو به سی .
غوږ ورپې سپی لیونی کیږی له کنګریانو سره
سوځورو بنه جګړه وکړه -----

کلی یې ـ چرګ ویران ـ لکه یې راسی غزان
د کوټو یې ورو سونګیان ـ اناګئ ګوری حیران
د اناګئ کبجنړ یې ورو له چکانو سره
سوځورو بنه جګړه وکړه -----

ځینې سو تیر تر ډېرانے ـ ځینې سو تیر تر ایمانے
راته معلوم سو پیرانے ـ آره انګریز جاسوسانے
پیرانو ونخوړو پالسو له ملا یانو سره
سو نغوړو به جګړه وکړه -----

د افغانو په کلي یاغیانے ـ د فرنګي ایجنټانے
پکښې یکسان ځوانانے ـ اکثره و وچپاویانے
سپینې بډیوی ئې مړه کړو له کوچنیو ماشومانو سره
سو نغوړو به جګړه وکړه -----

کلي ئې پټول کړ اسیر ـ و لے بې نارے د تکبیر
ښځې کوچنی ئې کړو زهیر ـ د چپاویانو امیر ـ
لکه انګریز ئې مکار ـ وو ئې لندن نے تیار
ستو ګے ئې کړلے په قار ـ په شیطاني وو بار
شیطانانے ملے مسلمانانے په وله فرنګیانو سره
سو نغوړو به جګړه وکړه -----

شو ورځ ئې کړو چپاو ـ کلي والے پټول سو په غاو ـ
پولیس بولے ده سپرونه دیاو ـ ولے په هوښه کړو چلاو
ځینو انغستي تالسي ـ ځینو سرے بے جیهڅي
ځینو سرے بے ننئ ـ ځینو په شاو ړے تښتي
شا تښتي ئې یو وړے ـ د مالدارو له غالیانو سره
سو نغوړو به جګړه وکړه -----

ځینو تخت څیکولے ـ ځینو تاج څیکولے
ځینو تکړه ټیلکولے ـ ځینو موټی ټیکولے
کړو یې له کلی دوانے . یه خوشحالئ او نندانے
ځانے تے ویل مسلمانے ـ کړو یئے لم لوټ مسلمانے
سودخورو کړے ده فتوی له پادریانو سره
سودخورو به جګړه وکړه ـــــ

له پیغلو یې یو وړے خونئ . ځینے ځیلے او غاړکئ
له غاړو یې پرے کړے مرئ . ځم یې کړے لوټ ناوکئ
واسے بزغلې ی و ولسے . د لښکرو پیسو لموسے
چې دیجا و وقفه وسے . داسے چانه ویل چې لبے
وروانے یې یو وړے د مسید له ښاتیانو سره
سودخورو به جګړه وکړه ـــــ

لاندے به یو وت وسامانے باندے به یو وت وقرآنے
وراغلو غله شیطانانے . د امریکے جاسوسانے
سامانے یې یو وړ د قرآنے له شاه ځنیانو سره
سودخورو وکړه به جګړه له افغانانو سره
دیکونه یې یو وړ د سپین سرو له ځوځیانو سره
سودخورو به جګړه وکړه ـــــ

دا وو د یو کلی حالے ـ سر ځایې دئ د ده احوالے
دئ ده پرنګیانو د جالے . د دنوی فکر په حالے
دا جالے پیرلئ دئ پرنګ له امریکیانو سره
سودخورو به جګړه وکړه ـــــ

پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور پاکستان پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس۔ (ایک جائزہ)

پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سیمترہ پشتونخوا میں نوجوانوں کی ایک ایسی مترقی اور جمہوری تنظیم ہے۔ جو اپنی محکوم قوم اور مظلوم محنت کشوں کی قومی اور طبقاتی آزادی، جمہوریت اور سماجی انصاف کیلئے استعمار، استثمار اور رجعت کے خلاف جدوجہد کے مورچے پر وقتوں سے ڈٹی ہوئی ہے۔

آرگنائزیشن اپنے طور پر اپنے علاقے میں آزادی اور ترقی کی جدوجہد کے لیئے ایک درخشاں تاریخ رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر محکوم قوموں اور محنت کشوں کی مترقی اور جمہوری تنظیموں کے ساتھ ملکر استعمار اور استثمار کے خلاف بھی آرگنائزیشن نے جدوجہد کی ہے (پی۔ ایس۔ او) ۱۹۷۸ء سے لیکر ۱۹۸۲ء تک اپنے علاقے اور بلوچستان کے صوبے کی سطح تک بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، سوشلسٹ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور پشتون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ساتھ مل کر سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی نامی با اثر اور فعال اتحاد کی فعال ممبر رہی۔ اس ایکشن کمیٹی نے تقریباً تین سال تک مسلسل اس پورے علاقے اور بین الاقوامی امپریالیسی ارتجاعی قوتوں کے خلاف، محکوم قوموں اور محنت کش عوام کے جمہوری اور بنیادی حقوق کے دفاع کے لیئے بڑے عزم اور ہمت کے ساتھ بھرپور جدوجہد کی۔

سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی نے ان سالوں میں افغان ثور انقلاب کے دفاع اور مضبوطی کیلئے عوامی سطح پر زبردست جلسے اور مظاہرے کیئے۔ مظلوم قوموں اور محنت کشوں پر افغان ثور انقلاب کی افادیت اپنی منظم عملی جدوجہد کے ذریعے آشکارہ کی۔ اور ثور انقلاب کے خلاف ہر سازش کو موقع بر ہی عوام کے سامنے رسوا کیا۔ سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی کی ممبر تنظیموں نے اپنے جلسوں اور پمفلٹوں میں دلائل سے ثور انقلاب کے ضد امپریالیزم ضد فیوڈ ایزم اور ضد ارتجاع پروگراموں کی وضاحت کی۔ کیونکہ افغان ثور انقلاب دراصل محنت کشوں کا اپنا انقلاب ہے۔ اور اس سے اُن کی ارمانیں وابستہ ہیں۔

سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی نے اپنی عملی جدوجہد سے تمام مترقی اور جمہوری قوتوں کو ثور انقلاب کے عملی دفاع اور مضبوطی کا احساس دلایا اور یہ یاد دہانی کرائی کہ پاکستان کی فوجی جنتا نے ملک کو افغان ثور انقلاب کے عالمی دشمنوں کیلئے ثور انقلاب کے خلاف جنگ کے لیے مورچے کے طور پر استعمال کرنے کی مکمل طور پر اجازت دے دی ہے، اور مزید یہ کہ امریکی امپیریالیزم چینی شاؤنسٹ عرب اور مصری رجعتی قوتوں نے اس فوجی استعماری ریاست کے پورے وسائل کی مدد سے پورے پاکستان اور خصوصاً پشتونوں اور بلوچوں کی سرزمین پر ثور انقلاب کی بدولت افغانستان کی سرزمین سے بھاگے ہوئے ان استحصالی قوتوں کو ایک بار پھر منظم کیا جائے جو گزشتہ گلی سڑی حکومتوں کے خاص پرزے تھے۔ ان استعماری اور رجعتی ملکوں نے اپنے ہر قسم کے مالی اور فوجی وسائل کی بنیاد پر افغان ثور انقلاب کے خلاف ایک غیر اعلان شدہ جنگ کے شعلے اس انداز میں بھڑکائے ہوئے ہیں کہ ان شعلوں کی تپش سے اردگرد کے تمام علاقے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس لیے سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی دیگر قوموں کی مترقی اور جمہوری تنظیموں کے ساتھ ملکر پاکستان کی سطح پر ایک وسیع فعال اور مؤثر اتحاد کے قیام کے لیئے کوشاں رہی تاکہ پاکستان کی سطح پر استعماری قوتوں اور فوجی آمریت کا مقابلہ کیا جاسکے پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے ایک ایسے ہی اتحاد کے لیئے کافی بھاگ دوڑ کی۔ ۱۹۷۹ء میں پاکستان پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس (P.P.S.A) کے قیام کے وقت آرگنائزیشن کے نمائندے وسیع اور فعال اتحاد کے قیام کے لیئے لاہور گئے۔ مگر بدقسمتی سے اس وقت ایک اصولی اتحاد کی بات نہ بن سکی۔ مگر اس کے باوجود آرگنائزیشن نے رابطے جاری رکھے۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۸۰ء میں نذیر عباسی کی شہادت کے موقع پر ہندرہ (۱۵) تنظیموں کے کنونشن کے موقع پر تمام محکوم قوموں اور محنت کش عوام کے نوجوانوں کی نمائندہ تنظیموں کے ایک فعال مؤثر اور وسیع اتحاد کے قیام کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ اور پاکستان پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس (P.P.S.A) کی دوبارہ فعالیت اور اسے نئے سرے سے منظم کرنے کیلئے کوششیں کی گئیں۔

پھر جنوری ۱۹۸۱ء میں پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور سوشلسٹ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس کی مرکزی کونسل کے اجلاس منعقدہ کراچی

میں شرکت کی۔ اور اپنا موقف وضاحت سے بیان کیا۔ اس وقت پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس کی رکن تنظیمیں بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، سندھ نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن، پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن، فیڈریشن آف پنجاب سٹوڈنٹس، سندھی شاگرد تحریک، نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن، سندھ پروگریسو سٹوڈنٹس اور نیشنلسٹ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن تھیں۔

مرکزی کونسل کے اس اجلاس میں پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن (P.S.O) اور ایس۔ ایس۔ او نے الائنس کی دیگر ممبر تنظیموں کی وضاحتیں سنیں اور الائنس کے گیارہ نکاتی پروگرام سے اتفاق کرتے ہوئے متفقہ طور پر الائنس کے مرکزی بنیادی پروگرام میں افغان ثور انقلاب کے دفاع اور مضبوطی کیلئے ایک نیا نکتہ شامل کرنے کو کہا جسے پروگریسو الائنس کی ممبر تنظیموں نے مان لیا۔ اور یوں الائنس میں افغان ثور انقلاب کے دفاع اور مضبوطی کے لیئے بارہویں نقطے کا اضافہ کیا گیا۔ مزید یہ کہ پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور سوشلسٹ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے اسی اجلاس میں الائنس کو مزید وسیع اور موثر بنانے کیلئے ایک فوری پروگرام کی تجویز متفقہ طور پر پیش کی بعد میں اس تجویز کے نتیجے میں ایک سات نکاتی فوری پروگرام بھی منظور کر لیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا کہ جو جو کوئی تنظیم بھی اس سات نکاتی فوری پروگرام سے عملی اور فکری اتفاق رکھتی ہو۔۔ وہ پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس کی اتحادی بن سکتی ہے۔ اس کے بعد پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور ایس۔ ایس۔ او نے رسمی طور پر الائنس میں اپنی شمولیت کا اعلان کیا۔ اور آج تک الائنس کی ذمہ دار اور فعال ممبر ہیں۔ پروگریسو الائنس کا مرکزی ڈھانچہ پھر سے مرتب کیا گیا۔ اور الائنس کی مرکزی کونسل کے اجلاس باقاعدگی سے وقت مقررہ پر ہوتے ہیں۔

بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن (عوامی) نے جون ۱۹۸۱ء کے مرکزی کونسل کے اجلاس میں مبصر کی حیثیت سے شرکت کی۔ اپنے موقف کے طور پر بی۔ ایس۔ او۔ عوامی نے الائنس کے مرکزی پروگرام میں صوبہ بلوچستان کی خصوصی سیاسی فوجی اور سٹریٹیجک (جغرافیائی) اہمیت کو ماننے اور اجاگر کرنے کو تجویز کی شکل میں پیش کیا۔ یہ نکتہ الائنس کے مرکزی بارہ نکاتی پروگرام میں پہلے ہی سے شامل تھا۔ مگر پھر بھی

پی۔ایس۔او (عوامی) کے المنیان کیلئے یہ نکتہ متفقہ طور پر ایک نئی ترتیب اور طرز سے الائنس کے مرکزی پروگرام میں شامل کر لیا گیا۔ اور پھر مارچ ۱۹۸۲ء کے اجلاس میں پی۔ایس۔او (عوامی) نے رسمی طور پر پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس (P.S.A.P) میں شمولیت کا اعلان کیا۔ سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی کی چوتھی تنظیم پشتون سٹوڈنٹس فیڈریشن، فیڈریشن کے ایک دوسرے دھڑے میں ضم ہونے کی وجہ سے پہلے ہی الائنس میں شرکت کا اعلان کر چکی تھی۔

سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی کی تمام ممبر تنظیموں کا پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس میں شمولیت کے بعد اب یہ الائنس (اتحاد) پاکستان کی تمام محکوم و مظلوم قوموں اور محنت کش عوام کے جوانوں کی مترقی اور جمہوری تنظیموں کا ایک قابل التریف اور باثر اتحاد بن گیا ہے جو اپنے مرکزی پروگرام اور مرکزی کونسل کے فیصلوں کی روشنی میں پاکستان میں آزادی، جمہوریت اور سماجی انصاف کیلئے سخت جدوجہد میں مصروف ہے۔ (پی۔ایس۔او) اپنے تنظیمی کارکنوں اور الائنس کی دیگر تنظیموں کے کارکنوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ پاکستان کی موجودہ فوجی فاشسٹ حکومت کے خلاف اور افغان ثور انقلاب کے دفاع کیلئے اپنی جدوجہد کو مزید تیز کریں۔ کیونکہ پاکستان کی یہ حکومت گذشتہ وقتوں کی ہر حکومت سے زیادہ شدت سے پاکستان کی محکوم قوموں اور محنت کش کے استحصال اور لوٹنے میں مصروف ہے۔ اس نے لوگوں کے تمام بنیادی حقوق یکسر معطل کر دیئے ہیں۔ اور لوگوں پر رشوت، غنڈہ گردی اور وحشت کا ایک خطرناک خودساختہ ماحول مسلط کر دیا ہے۔ اس حکومت نے سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کے قتلوں کے علاوہ ہزاروں سیاسی کارکنوں، طالب علموں، مزدوروں اور کسانوں کو جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں دھکیل رکھا ہے۔ اور سیاسی کارکنوں کو قسما قسم تشدد کے آلات سے بے رحمانہ طور سے ذہنی اذیتیں پہنچائی ہیں۔ اور اس غیر انسانی عمل کو مزید جاری رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔

لوگوں کی عزت و ناموس کو لوٹنے میں یہ حکومت گذشتہ ہر حکومت سے بازی لے گئی مزدوروں، کسانوں، طالب علموں، اساتذہ، وکلاء، صحافیوں کے پُرامن جلسے جلوسوں پر اس حکومت نے ہر حکومت سے زیادہ گولیوں، لاٹھیوں اور آنسو گیس

کا استعمال کیا۔

اِس حکومت نے امریکی بین الاقوامی سازش (پلان) کے زیرِ اثر افغان ثورِ انقلاب کو پیچھے دھکیلنے اور اُس کو اپنے مقاصد کی تکمیل سے روکنے کیلئے ملک کی تمام سرزمین افغان ثورِ انقلاب کے خلاف فوجی مقاصد کیلئے کسی طرح مکمل طور پر امریکہ کے حوالے کر دی ہے۔ اور دُنیا کے تمام بدنام زمانہ جاسوسی اداروں اور کرائے کے قاتلوں کو ہمسایہ ملک کے خلاف نا اعلان شدہ جنگ کیلئے کُھلم کُھلا ہر قسم کی کاروائیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ اِس فوجی رجیم نے پاکستان کی مسلح رجعتی قوتوں اور انقلاب دشمن خونخوار قوتوں کو کُھلم کُھلا افغانستان کے انقلابی عوام کے قتلِ عام کے لیئے امریکی ہدایت پر منظم اور متعین کیا ہے۔ اس حکومت کے ہاتھ افغانستان کے ہزاروں معصوم بچوں عورتوں اور بوڑھوں کے خون سے سُرخ ہیں۔ اِس لیے اِس وحشی فوجی آمریت کو شکست، اور اِس کی جگہ عوام کے منتخب جمہوری حکومت کا قیام ہر مترقی اور جمہوری سیاسی کارکن اور تنظیم کا اولین فرض ہے۔

ثبات اِک تغیر کو حاصل ہے زمانے میں
سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں

پۀ يوه لاس کے قلم بل کې توپک دئ
فولادي عزم مې ګوره څومره کلک دئ

پښتون سټوډنټس آرګنائزیشن

پښتو، پښتون، پښتونستان

خپلے قلم توپک بۀ دواړه يو تاسے کړم
د وطن غليمه ذړه مې درته پرک دئ

پاکستان پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس کا مرکزی پروگرام ـ

۱ ـ مارشل لاء ختم کرنے اور اقتدار عوام کے حوالے کرنے کی جدوجہد کرنا ـ

۲ ـ قومی حق خود مختاری کے لیئے جدوجہد کرنا ـ

۳ ـ ریاستی اقتدار میں فوج اور سول بیوروکریسی کی جارحانہ اور عوام دشمن کردار کے مکمل خاتمے کے لیے جدوجہد کرنا ـ اور بلوچستان میں ۱۹۴۸ء سے کیئے گئے بہیمانہ قتل عام کے ذمہ دار افراد اور اداروں کی کارروائیوں کی تحقیقات کرنے اور ان کو سر عام سزا دینے کی جدوجہد کرنا ـ

۴ ـ پاکستان میں مختلف قوموں کی سرزمین پ[illegible]ں کی آبادکاری کے خلاف جدوجہد کرنا

۵ ـ سامراج دشمن خارجہ پالیسی کے لیئے جدوج[illegible] اور اس خطے کی بدلتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر پاکستان میں سامراجی فوجی اڈوں اور چھاؤنیوں اور نئی سامراجی حکمت عملی کے تحت بالخصوص بلوچستان میں سامراجی فوجی اڈوں کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرنا.

۶ ـ تعلیم کو مادری زبان میں دلوانے، اُسے مفت اور لازمی قرار دینے کی خاطر جدوجہد کرنا ـ

۷ ـ تعلیمی اداروں سے ہر قسم کی سرکاری دخل اندازی اور حکومت کی سرپرستی میں ہونے والی غنڈہ گردی اور یونیورسٹی آرڈیننس اور دوسرے طلباء دشمن قوانین کو ختم کروانے اور طلباء کی گرفتاریوں، ان پر تشدد کا سلسلہ بند کرنے اور گرفتار طلباء کی رہائی کے لیے جدوجہد کرنا ـ

۸ ـ مزدوروں کی چھانٹیوں، کسانوں کی بے دخلی، عورتوں کے ساتھ نابرابری کے سلوک اور دوسرے سماجی مظالم کے خلاف جدوجہد کرنا ـ

۹ ـ آزادیٔ صحافت کے لیئے جدوجہد کرنا ـ

۱۰ ـ کوڑوں، ٹارچر سیلوں، حکومتی خفیہ ایجنسیوں اور دوسرے غیر انسانی سزاؤں کے خاتمہ کے لیے جدوجہد کرنا ـ

۱۱ ـ سامراجی، نوآبادیاتی، جدید نوآبادیاتی نظام کے خاتمے، جاگیرداری اور رجعت پرستی کے خلاف جدوجہد کرنا، دنیا بھر کی قومی آزادی کی تحریکوں اور عالمی مزدور تحریک کی حمایت کرنا ـ

۱۲ ـ افغان انقلاب کی مکمل حمایت کرنا اور افغان انقلاب کے خلاف تمام سامراجی رجعتی طاقتوں کی سازشوں کے خلاف جدوجہد کرنا ـ

امریکی سامراج اور اسکی پروردہ فسطائی تنظیمیں

۱۱ اپریل کو قبلہ اول بیت المقدس میں صیہونی فوج نے نہتے فلسطینیوں اور عرب باشندوں پر فائرنگ کر کے کئی کو شہید اور زخمی کر دیا ۔ ۱۸ اپریل کو پاکستان پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس (P.P.S.A) گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ کے زیر اہتمام اس کھلی صیہونی جارحیت کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ ہوا ۔ جلسے کے اختتام پر امریکی برانڈ فسطائی جماعت، جماعت اسلامی کے زر خرید غنڈوں اور اسکی نیم بچہ تنظیم اسلامی جمعیت طلباء کے غنڈوں نے نہتے طلباء پر خودکار امریکی مشین گنوں اور ۳۰ بور کے ریوالوروں سے فائرنگ کی مگر اپنے مکروہ اور ناپاک عزائم کی بنا پر وہ نہتے طلباء کے آگے مسلح ہونے کے باوجود ذرا بھر نہ ٹھہر سکے ۔ اور نہتے طلباء کے سامنے گیدڑ [illegible] دم دبا کر پولیس کی زیر نگرانی بھاگ کھڑے ہوئے ۔ یہ کوئی انوکھا واقعہ نہ تھا بلکہ امریکی حکمت عملی کا [illegible] ہے۔ کیونکہ امریکی سامراج دنیا کی محکوم اور مظلوم اقوام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے غلام بنانے کیلئے مختلف قسم کے ناپاک اور غیر انسانی ہتھکنڈے اپنائے ہوئے ہے ۔ مثلاً کہیں تو وہ ظلم و جبر کے بل بوتے پر مظلوم اقوام پر حکمرانی کے خواب دیکھے ہوئے ہے اور کہیں مکروہ فسطائی زر خرید تنظیموں کے ذریعے عوام کے مذہبی جذبات کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے آلے کے طور پر استعمال کر کے اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کی ناکام کوشش کر رہا ہے ۔ اپنی اس بے معنی کوشش کو یقینی بنانے کے لیئے اس نے مکروہ فسطائی تنظیموں کو بے تحاشہ مالی امداد اور حق گو انسانوں کے قلع قمع کیلئے اسلحہ کے انبار دے رکھے ہیں یہ تنظیمیں صرف چند سو روپوں کی مالی امداد عوام کی طرف سے دیئے جانے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتیں جبکہ ان کے اخراجات اور فنڈ کروڑوں اربوں روپے کا ہے ۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر یہ سب کچھ کہاں سے نازل ہوا ؟ ۔ اسرائیل میں صیہونیت چند عرب ممالک میں اخوان الشیاطین ، پاکستان میں مودودیت اور افغانستان میں نام نہاد اسلامی نما فرنگی دوست تنظیمیں امریکی سامراج کی حوالی موالی پروردہ تنظیمیں ہیں ۔ اور ان میں اکثریت نے امریکی عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مذہب اور خاص کر دین مقدس اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور عوام کے مذہبی جذبات سے کھیل رہے ہیں یہی ہیں اب تو اپنا الو سیدھا کرنے اور اپنا اصل روپ چھپانے کیلئے اپنے آقا اور اسکی پروردہ صیہونیت کے زیر عتاب فلسطینی مجاہدین سے بھی ہمدردی جتانے لگے ہیں دوسری طرف ان امریکی ساختہ تنظیموں کو فلسطینیوں کے اصل عملی ساتھیوں شام، جنوبی یمن ، لیبیا وغیرہ سے سخت نفرت ہے ۔ مگر پاکستان کے باشعور طلباء کے اتحاد (پی . پی . ایس . اے) نے

باقی صفحہ ۱۹ پر